خوف لقایین
یعنی جواب
خوف حرمین

خون ثقلین

یعنی جواب

خون حرمین

جس مین حقیقت حال حکومت حجاز کو ظاہر کرتے ہوئے اوسی کے انقلابات پر نظر ڈالی گئی ہے

حسب فرمایش جناب حاجی سید اظہار حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر موتیہاری دام عزہ

مؤلف رسالہ

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے عطا حسین نے چھپکر شایع کیا

قیمت ۸/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس

میرے اس تحریر سے مذہب اسلام کے کسی فرقہ کی جنبہ داری یا کسی فرقہ کا دل منظور نہین ہے اور نہ مین اسکو کسی دینی اور مذہبی خیال سے لکھتا ہون۔

بینے صرف اس وقت کے واقعات کا تقابل واقعات گذشتہ سے بضرورت کیا ہے چونکہ اسلام مین افتراق مذہبی کی بنا مسائل سیاسیات سابقہ ہین لہذا قبل کے واقعات کا ذکر اس امر کا شبہہ پیدا کر سکتا ہے کہ مین مذہبی مناظرہ مین قدم ڈالنا چاہتا ہون حاشا وکلا میرا ہرگز ہرگز یہ مقصود نہین۔

اور نہ اس کا موقع ہے اس لئے کہ اس وقت جو حجاز مین قصہ ہوا ہے اوس مین دو نون فریق ایک ہی فرقہ کے ہین۔ بلکہ جو کچھ کہ مینے ان ورقون مین لکھا ہے وہ بالکل مذہبی جھگڑون سے علحدہ ہو کر صرف تواریخی واقعات کا ذکر کیا ہے تاکہ اون کو نظر قائم کر کے موجودہ مسائل پر اہل اسلام کو غور کرنے کا موقع ملے

اس مین شک نہین کہ ہمارے سابقین مسائل سیاسیات مین نہایت ممتاز تھے اور امور دین مین بھی اون کے خیالات قوی تر اور راستی کی طرف مائل تھے۔ لہذا اگر اون کے عمل اور آثار قدم کو ہم اپنا ہادی اور رہنما بنائین تو اسوقت کے بل چل مین مسلمان تباہی و بربادی سے محفوظ رہ سکتے ہین اور ضرور محفوظ رہین گے۔ لیکن افسوس کے ساتھ شیخ سعدی کے ہم زبان ہو کر یہ شعر پڑھنا پڑتا ہے شعر

ترسم کہ نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بترکستانست

خون ثقلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

حاجی سید غفور شاہ صاحب الحسامی لوادثی کا سفر نامہ مع عرض - مطالعہ سے
اس ناچیز کے گذرا - چونکہ شاہ صاحب موصوف نے ۱۹۲۰ء مین حج و زیارت
مدینہ منورہ کیا ہے اور مین ۱۹۲۱ء مین مشرف ہوا ہون اس لیئے بہت تعجب کے
ساتھ اون مضامین کو دیکھا جو عدم جنبہ داری و انصاف پسندی کے دعوے
کے ساتھ راستی کا خون کر رہے ہین چونکہ موصوف کے سفر مین اور میرے سفر
مین کچھ ایسا بُعد نہین ہے کہ اوسکی تادیل یہ کہکر ہو جائے کہ اب حالت
بدل گئی ہو - لہذا مین نے مناسب سمجھا کہ مین بھی اس امر مین کچھ عرض کرون
حضور شاہ صاحب اپنے "عرض" مین فرماتے ہین کہ "فقیر سیاسیات
حاضرہ اور جہدگاہ مسائل متدائرہ کا کبھی مرد میدان نہین رہا اسکو کبھی
اسکا دعویٰ نہین رہا کہ وہ قافلہ سالاری گلہ بانی اور آرا نمائی کے لیئے قلم
یا زبان سے کام لیتا ہے" باوجود اسکے کہ چپ چاپ سے جاتے حج اور
زیارت کرکے بقول خود ننگا ہون - اور شہرت گاہون سے دور اپنی بساط
کے موافق اسلام کے راہ مین خوشنودی حق کے لیئے کام کرنے کی ہمت رکھتے

یہ حضرت بادشاہون سے حکامون سے ملتے ہین عوض فقیرانہ سفر کے امیرانہ سفر کرتے ہین۔ بادشاہ کی طرف سے باڈی گارڈ لیتے ہین اور بعد اتمام سفر سفرنامہ کے صورت مین پورا احکامی فیصلہ نافذ کرتے ہین کہ شریف مکہ جو اندنون ملک حجاز کہے جاتے ہین۔ پھانسی دیدیئے جائین۔ اور سلطان روم کو کل حجاز مع دیگر علاقجات کے واپس کر دئے جائین۔ افسوس کہ اس فیصلہ کے لئے کوئی عدالت اپیل نہین ہے۔ ورنہ وہان شریف صاحب کے طرف سے کوئی وکیل کھڑا ہو کر اس فیصلہ کی دہجی اوڑا دیتا۔ خیر عدالت اپیل نہین۔ وکیل و بالسٹر نہ سہی احکم الحاکمین تو ہے اوسی کے قرآن پاک کے آیتون سے اور صحابہ کرام کی نظرون سے اور شاہصاحب کے خود اپنے اقرارون سے ثابت کئے دیتا ہون کہ شاہصاحب کا کل غصہ محض طرفداری سلطان روم ہے۔ جسکو انصاف سے کوئی سروکار نہین ہے اور جیساکہ اول صدی مین ثقلین کے ایک جز کا خون کیا گیا تھا اب بیسوین

اشارہ ہے رسول خدا کی مشہور حدیث کی طرف کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی و لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنی مین تم لوگون کے درمیان دو گران بہا چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا یعنی قرآن دوسرے میری عترت اگر تم ان دونون کے ساتھ تمسک کروگے یعنی انکی اطاعت کروگے تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونون ہرگز آپس مین علحدہ نہ ہونگے یہانتک کہ مجھ سے قیامت کے دن حوض کوثر پر ملین۔ لہذا اس حدیث کی دو جزو ہوئی ایک جز سے مراد قرآن ہے اور دوسری جز سے مراد اولاد رسول ہے اول دورہ مین ایک جز کا خون کیا گیا تھا اس سے مراد اولاد رسول کا تیغ یا زہر سے قتل کیا جانا ہے خصوصاً حسینؑ کی شہادت اور اونکے اہلبیت کی اسیری۔ ۱۲

صادی ہیں اس کے دوسرے جزو کا بھی خون کیا جاتا ہے اور قرآن کی وہ
گت بنائی جا رہی ہے کہ رسول خدا کو مجبوراً کہنا ہوگا وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ
اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ یعنی بارگاہ خداوندی میں حضرت
رسول عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے تو اس قرآن
کو بکواس بنا رکھا تھا (یعنی جو جی چاہتا تھا معنی مطلب گڑھ لیتے تھے)۔
اگر شاہ صاحب سیاسیات حاضرہ اور جہد گاہ متدائرہ کے مرد بننا نہیں
چاہتے تو ان فقرات سے کیا حاصل ہے کہ وہ حجاز کی جدید سیاسی نام نہادی
حکومت "جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ کسی مشہور ایشیائی شاعر نے
کسی شاعرانہ کیفیت و ترنگ میں اسے موزون کیا تھا لیکن آج اسکی
توضیحات اور تفصیلات نہیں اوس پاک زمین میں قابل ماتم ہیں
جو تاریخ کے زمانۂ بلوغ سے تا ایندم ملجائے عالم اور رہا وائے قدسیان
تھی۔ مگر اب ان بدعتون ان بے تمیزیون اور کفر کاریون کا رہنا بنا ہے
جس میں سے ہر ایک اور اسکا ادسنے شائبہ اصحاب فیل کے واقعہ کی
تجدید چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔
ان پر جوش الفاظ اور ہیجان بے جا میں لانے والے فقرات کے بعد شاہ صاحب
اپنا سفر نامہ شروع کرتے ہیں۔ میں اون کے ہمزبان کے دیباچہ کے
ساتھ تعرض نہیں کرتا۔ کیونکہ اون کا جوش شاہ صاحب نے تحریر
سے ہے اور خود وہ بیچارے معذور ہیں اول صفحہ سفرنامہ میں ارشاد
ہوتا ہے کہ "حقیقت میں تیری پیدا کردہ انقلابات میں تیرے
جبروقہر کی ایک شان ہے کہ تو نے ہمیشہ فراعنہ عصر کو اور نمارد وقت
کو غارت کیا اور گمنام اور کمزور و محبوس اور مجبور اقوام کو سربلندی
کا موقع دیکر اپنے رحمت عالیہ اور خدائے حریت کا یقین دلایا" میں
الجواب اگر یہ ارشاد صحیح ہے تو شاہ صاحب کو بتلانا چاہئے کہ ہند

کی اسلامی سلطنت مروانی و عباسی خلافت اور بعدہ رومی خلافت
مین کون کون فرعون اور نمرود تھے جن کے وجہ سے خداوند عالم نے
اون سلطنتون کو غارت کیا اور اون خلافتون کو خراب کیا اور دوسری
قومون کو ہم پر تسلط دیا۔ واقعی جب تک ہماری فرعونیت اور نمرودیت
نہ جائیگی تب تک ہم کو ذلیل و خوار رہنا پڑے گا جن صاحب نے مرض کی
تشخیص کر لی ہے اون پر علاج واجب ہے گالی دینے اور کوسنے سے
کچھ نہین ہوتا بلکہ غیظ و غضب سے مرض مین ترقی ہوتی ہے اور پھر
یہ بتانا چاہیئے کہ خاندان رسالت اور وارثان نبوت کے بعد ایسا قون
دنیا مین کمزور اور محبوس و مجبور رہا۔ اور اونکو سربلندی کا کیا موقع ملا۔
اور اونکی نسبت خدا کی رحمت عالیہ اور خدائے حریت کیا ہوئی۔
کامران کے متعلق صفحہ ۱۹ مین ارشاد ہوتا ہے کہ "یہ وہ مقام ہے جس پر
کبھی دولت عثمانیہ حکمران تھی اور اس سرزمین پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا
جس کی تازہ حسرت اپنے مناظر کے زبان حال سے گویا ہے لیکن آج یہان
حکومت برطانیہ کا فوجی قانون جاری ہے۔ ترکون کے زمانہ مین اول
و دویم درجے کے مسافرون کے لئے پختہ بارکین تھین آج وہ عمارتین
انگریزی حکام کے عشرتکدہ ہین"۔
الجواب حکومت عثمانیہ کا پرچم تو اسلامی پرچم تھا۔ تو کیا شریف صاحب
کا پرچم اسلامی پرچم نہین ہے جب مین کامران مین پہونچا تو کوئی غیر مسلم حاکم
یا عہدہ دار وہان نہین تھا اور اول و دویم درجے کے مسافرون کے لئے
پختہ ہی بارک تھی چنانچہ مین اور حاجی محمد ابراہیم عارف مع عیال اہل بمبئی
حاجی سید احمد حسین مدراسی مع عیال و قاضی محمود صاحب و حاجی ابوالحسن
صاحب نجفی وغیرہ وغیرہ سب پختہ بارک مین مقیم رہے۔ ہم لوگون سے
کوئی محصول قرنطینہ وغیرہ کا جہاز کے ٹکٹ سے علحدہ نہین لیا گیا۔ یہان

قرنطینہ مین عمال بھی شریف صاحب کے طرف سے تھے چنانچہ مصطفی محمد صاحب جو وہان عامل تھے اون کا ذکر مناسب ہے جنہون نے اگر ہم لوگون کے آرام و آسایش کی پرسش کی اور پانی وغیرہ کا کافی انتظام کردیا۔

جدہ کا قرنطینہ

یہ قرنطینہ جزیرۃ الواسط مین ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ جوام حجاج کے آرام و آسایش و آسانی کے لئے ہے اوسکو شاہد صاحب جلی نظرون سے دیکھتے ہین اور تکلیف کے پیرایہ مین بیان کرتے ہین اس مین شک نہین کہ جو کشتیان ہم لوگون کو جہاز سے یہان لائی تھین اونہین کشتیون مین کل اسباب چھوڑنا پڑا تھا۔ اور حکام کی طرف سے یہ مشورہ دیا گیا کہ صرف بقدر حاجت شب باش ہونے کے لئے کشتی سے سامان لیجاؤ اور باقی محفوظ رہیگا چنانچہ ہم سب نے ایسا ہی کیا اور کسی کی ایک شئے بھی کشتیون سے گم نہین ہوئی۔ اگر اس کے عوض کل سامان کشتی سے اوتارنا۔ اپنے منزل پر لانا اور دوسرے روز کشتیون پر لیجانا پڑتا تو علاوہ تکلیف اور دردسر کے بار برداری کا خرچ بھی حمال کو دینا پڑتا۔ سوا کشتی کے کرایہ کے ہم لوگون کو ایک پیسہ بھی کسی کو دینا نہین ہوا تھا اور نہ کسی نے طلب کیا۔ باقی چیزون کے گرانی کی شکایت وہی کرسکتا ہے جو گھر سے کبھی باہر نہین گیا ہو اور یہ نہین جانتا ہو کہ اسٹیشن کے ہوٹلون مین اور پلاٹ فارم کے حلوائی اور نانبائی کئے گونی قیمت لیتے ہین۔

عرب کے ارباب ثلثہ

راہ مدینہ کی دلچسپیان

جو تکلیف اور حمالون کی ترکیبین شاہد صاحب نے بیان فرمائی

کل صحیح ہوسکتی ہے اور مجھکو اون پر کوئی اعتراض نہین ہے اگرچہ کہ مین اور میرا
قافلہ کل ان تکلیفون سے از مکہ تا مدینہ واز جدہ واز مدینہ تا ینبوع واز مدینہ
تا جدہ محفوظ رہا۔ حرامی[1] کے مطالبہ پر یا اوس حیلہ سے کلہم زائد سے زائد فی شتر
یعنی دو مسافر مبلغ پانچروپے مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے جدہ تک دینے ہوئے
ہونگے۔ لیکن پھر مجھکو کہنا پڑتا ہے کہ اسکی شکایت وہی کرینگے جو دنیا کی
حالت سے ناواقف ہین نہ اس مین بیچارہ شریف صاحب کا قصور ہے اور
نہ اس سے اچھی حالت کبھی وہان رہی ہے۔ وہان کی حالت چھوڑیئے۔
ہندوستان کو دیکھئے جو قاعدہ قانون کا کسقدر پابند ہے اور واقعی
یہان کے ایسا امن روئے زمین پر کہین نظر نہین آسکتا کیونکہ **یورپ** مین
بھی ایسا امن نہین ہے۔ لیکن تاہم ہر موقعہ اور وقت پر انسان کو انعام
بخشش۔ تحریر۔ رشوت وغیرہ وغیرہ کے نام سے کچھ نہ کچھ دینا ہی ہوتا ہے۔ اون
تاجرون سے پوچھیئے جو ریل کے ذریعہ سے اسباب تجارت منگایا کرتے ہین
کہ ریلوے کے عمال کو سال مین کسقدر دینا ہوتا ہے اون مدعی اور مدعا علیہ
سے پوچھیئے کہ انعام وبخشش وتحریر کے نام سے کتنا صرف ہوتا ہے۔ جو یورپ
گئے ہین اون سے دریافت کیجئے کہ ٹپ کے نام سے دربان۔ ہوٹل کے
پوسٹ ماسٹر ریلوے خلاصی وغیرہ وغیرہ کو کچھ دیا جاتا ہے کہ نہین۔ خود
شاہصاحب لوگ مین کوئی بھائی جبرئیل کے نام سے پروانہ داخلہ بہشت
لکھنے کے لئے اور کوئی دعا وتعویذ کے نام سے کوئی بھوت چڑیل کے رام کرنے کیلئے
کسقدر تحریرین اور نذرانے اپنے مریدون سے وصول کرتے ہین۔

[1] وہ بدو جو راستہ روک کر حاجیون سے کچھ وصول کرتے ہین
یا دزدی یا رہزنی کرتے ہین اون کو عرب مین حرامی کہتے ہین۔ ۱۲

خود شہر کے اندر جہان مونسپلٹی نے گھوڑا گاڑی بیل گاڑی وغیرہ کا کرایہ
مقرر کر رکھا ہے۔ میلہ و کسی خاص جلوس وغیرہ کے موقعون پر کسقدر کرایہ
لیتے ہین۔ اور ہر شخص بے چون و چرا دیتا ہے وہی حالت عرب کے موسم
حج مین ہوتی ہے کہ سب چیزین گران ہوجاتی ہین اور جن کا آذوقہ حاجیون
کے ذریعہ سے ہے وہ طرح طرح کے تدبیر سے روپیہ لیتے ہین۔ مین یہ نہین
کہتا کہ یہ سب جائز امر ہین اور ان رقمون کے وصول کرنے والے قابل ملامت
نہین ہین۔ میرے لکھنے کی صرف یہ غرض ہے کہ معمولی امور کا ایسا خاکہ کھینچکر
کسی غرض سے اپنے فریق کے خلاف ہیجان ناحق پیدا کرنا آپ کے لئے شایان
نہین ہے۔ جبکہ یہ عیب تمام دنیا مین ساری ہے اور کوئی سلطنت اس کا
دعوے نہین کرسکتی کہ اوس کے ملک مین۔ تحریر۔ نذر۔ ٹیپ وغیرہ جاری
نہین ہے۔ ہان ہم لوگون کا قافلہ جب مسجد شجرہ کے قریب پہونچا تو
بدوؤن نے رائفل فائر کئے جس کی وجہ سے سات آٹھ آدمی مارے گئے
اور زخمی ہوئے اور کوئی ۶۰-۷۰ اونٹ ضائع ہوئے اسکی وجہ قبیلون کے
آپس کی لڑائی تھی اس مین شک نہین کہ یہ بہت ہی جانکاہ واقعہ تھا
کہ دسوین محرم الحرام کو عوض اس کے کہ ہم لوگ نبی مکرم رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونکے فرزند حسینؑ کی تعزیت دیتے خود اپنے
مقتولین کی نعش لئے ہوئے مدینہ منورہ مین داخل ہوئے۔ لیکن اس
واقعہ سے عوض اس کے کہ ہم شریف مکہ کی ملامت کرین جیساکہ شاہصاحب
فرماتے ہین کہ وہ اے غریب کے نام نہاد تاجدار شریف حسینؑ! اسیران محبت
کے امتحان لینے کا مجاز نہین۔ کیا اسلام کا یہی شعار ہے کہ رہروان راہ محبت
نبوی و پیروان رسول عربی کو یون اذیتین پہونچائی جائین اور انہین اپنے
فرایض ادا کرنے سے روکا جائے گا
میرا یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ اے سلطان روم جو نام نہاد کے خلیفۃ المسلمین

کہلاتے ہو گیا مسلمانون کی گلا بانی یون ہی ہوتی ہے؟ کہ باوجود ۴-۵ سو
برس حکمرانی کرنے کے بعد بھی اونکو قعر جہالت سے باہر نہین کیا۔ عوض اونکو
آدمی بنانے کے اونکو بہائم اور وحوش سے بھی بدتر کر رکھا ہے وہ آپس مین
مثل درندون کے لڑتے جھگڑتے ہین اور اگر کوئی غریب مسافر یا حاجی ان
دونون گروہون کے درمیان پڑگیا تو پس کر رہگیا۔ جنکو نہ کچھ اخلاق سکھایا۔
نہ کوئی صنعت نہ کوئی حرفت کیا اپنے حکمرانی کا ایسا پھل دیکھنے کے بعد بھی
تمکو عرب کے حکومت کی ہوس ہے؟۔

دیکھو تو جاپان نے ۵۰-۶۰ برس مین اپنے قوم کو کیا سے کیا کر دیا۔ کون سائنس
علم۔ صنعت اور حرفت ہے کہ وہ نہین جانتے اور تم نے ۴-۵ سو صدی
مین عوض کچھ تعلیم کرنے کے کل بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفا کے
تعلیم کردہ سبق کو بھی بھلو دیا اور عوض اسکے کہ یہ صحرا نشین دوسرے
قومون کو تعلیم دیتے اور تہذیب سکھاتے پھرین۔ (جیساکہ مصر۔ تونس۔
الجیکاس۔ مراکو۔ اندلس۔ اسپینیا و ہند مین کیا) آج خود جاہل و کندہ ناتراش
ہوگئے۔ خداوند عالم اپنے کلام پاک مین اہل عرب پہ یہ کہکر احسان دھرتا ہے کہ
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم
یعنی یاد کرو اللہ کے احسانکو جب تم آپس مین ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تو خدا نے تمہارے دلونمین الفت پیدا
بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۔
کردی تو تم اوسکے فضل سے آپس مین بھائی بھائی ہوگئے۔ حالانکہ تم گویا سلگتی ہوئی آگ کے کنارہ کھڑے تھے کہ خدا نے اونکو تمکو

آہ آہ کس نے اس خدائی سبق کو فراموش کرا دیا اور عرب پھر اوسی طرح
دہکتی ہوئی آگ کے کنارہ پہ پہونچ گئے ہین۔ جہان آئے دن آپس کی
لڑائی اور جنگ کی آگ مین مبتلا ہونا ہوتا ہے۔ کیا شریف حسین کو ایک
پرپشہ برابر بھی اس کا الزام دیا جا سکتا ہے نہین نہین یہ الزام اوس
اُستاد کے سر ہے جس نے ۴-۵ صدی مین رسول خدا کے اور اونکے خلفا کے

۸-۹- صدی کی محنت کو ضایع و برباد کر دیا- اور اُن کے تعلیم کو فراموش کر کے اہل عرب کو آیۂ مذکورۂ بالا کے قبل جو حالت تھی اوسپر لوٹا دیا- افسوس کسی کے حمیت ملّی میں حرکت نہیں پیدا ہوئی کہ کہتا یہ کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان مہذب سے غیر مہذب اور تعلیم یافتہ بلکہ تعلیم دہندہ سے جاہل بنائے جاتے ہیں- آہ کسی نے اوسوقت یہ نہیں کہا کہ اس جہالت اور وحشت کا کیا نتیجہ ہوگا- وہی نتیجہ ہونے والا تھا جو آج مسلمان اپنے چشم پرنم سے دیکھتے ہیں دوسری قومیں اپنے تلوار و آلات حربی کے زور پر اپنے سلطنتونکو رونق دے رہے ہیں- اگر آلات حربی چھن گئے ہیں تو اونکی صنعت و حرفت کے زور سے دوسری قومیں اونسے صلح پر مجبور ہو رہی ہیں- دیکھیئے جرمن میں قیصر نہ رہا نہ سہی- اونکے آلات اور سامان جنگ نہ رہے نہ سہی- لیکن اون کی صنعت و حرفت کے زور نے آج یورپ کو مجبور کیا کہ یہ کہیں کہ جب تک اہل جرمن سے سچی صلح نہ ہوگی تب تک یورپ میں چین نصیب نہ ہوگا- اور خود اپنے اپنے غرض اور بہبودی کے خیال سے مفتوح جرمن کے ساتھ صلح کی درخواست کیجاتی ہے اور اون کو نوید دیکر اپنے مجلس میں مدعو کیا جاتا ہے اگر سلطان روم اپنے رعا کو ویسا ہی تعلیم دیئے ہوتے تو سلطان نہ سہی وہ تعلیم یافتہ رعایا اسلام کا بول بالا کرتی لیکن افسوس نہ سلطان نے آلات حرب دیئے اور نہ صنعت و حرفت سکھائی- نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت اسلام کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور نہ اونکے بگڑنے سے کسیکا بال بیکا ہوسکتا ہے- ہاں دریوزہ گری کی عادت نے اِن کو اسپر البتہ مجبور کیا کہ پہلے سوال کر کے پیٹ بھرتے تھے اب سلطنت دنیا کے صدقہ میں چاہتے ہیں- اور ابھی ابھی مجلس اقوام کے شرکت کے لیئے درخواست کی تھی جسکے نامنظوری کی ذلت اوٹھانا پڑا-

فریاد اندوہگیں بر آستانہ رحمۃ للعالمین

جیساکہ ۱۶ صفحہ سے ۲۰ صفحہ تک شاہ صاحب موصوف نے لکھا ہی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ "یا رسول اللہ آپ کی امت اب بالکل مجبور ہو رہی ہے اور اون کی تقصیرات کی سزائیں اون کی تباہی و بربادی سے مل چکیں۔ فلسطین وغیرہ میں اسلامی پرچم سرنگون ہو رہا ہے اور وہاں کفار کا قدم پہونچ گیا اور ارض مقدس کو بھی آلودہ کر رہا ہے آپ خود اُٹھیے یا آخرالزمان کو بھیجیے کہ ہماری مدد کریں اور ضلالت کو دور کریں" اسکی نسبت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غالبًا اگر اسکا جواب سننے میں آتا تو یہی ہوتا "آئیے جناب شاہ صاحب آپ خود آیہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ کی قررت صفحہ ۱۰ میں فرماتے ہیں اور جانتے ہیں کہ خود اللہ جو قادر مطلق ہے کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہیں بدلتی۔ تو بھلا میں اوسکا ایک بندہ کیا کرسکتا ہوں۔ اپنے قوم سے کہیے کہ اپنی حالت بدلے مادیات اور حسیات کو تحقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ دنیا عالم اسباب ہے جب تک انسان اسباب اور سامان مہیا کرنہ لیوے کچھ بھی نہیں کرسکتا اور نہ خدا کی طرف سے جہاد کی اجازت ہوتی ہے۔ یاد کیجیے کہ باوجود رسول اور نبی ہونے کے میں بھی اسباب مادی کا محتاج تھا جب تک چچا ابو طالب زندہ رہے اور کفار مکہ سے میری حفاظت کرتے رہے تب تک مکہ میں میں ثابت قدم رہا لیکن جب اونکا قدم درمیان سے اوٹھ گیا اور حفاظت کی صورت نہ رہی تو خدا نے نہ معجزے سے مجھکو بچایا اور نہ فرشتے آئے بلکہ مجھکو ہجرت کرنا پڑا۔ اور جب سامان حرب فراہم ہولیا اور مددگار بہم پہونچگئے تو پھر مکہ کو فتح کرکے داخل مکہ معظمہ ہوا اور خدا کے گھر کو بتوں سے پاک و صاف کیا

پس اگر مسلمانوں کو سچی محبت بیت اللہ سے اور میرے مرقد سے ہے تو چاہیئے کہ پہلے اپنے کو اسباب زمانہ سے مسلح اور تیار کریں تب ا مور ناپسندیدہ کو وہاں سے دور کریں اب مجھکو کس منھ سے بلاتے ہو جبکہ تمھارے سابقین نے میری زندگی ہی میں مجھ سے انکار کیا اور کہدیا کہ میرے وصیت نامہ کی اونکو ضرورت نہیں ہے اور حیلہ یہ کیا کہ کتاب خدا اون کو کافی ہے حالانکہ اوسوقت تک نہ قرآن جمع کیا تھا اور نہ اوسکو ترتیب دیا تھا۔ باقی یا استدعا کہ میں آخر الزمان کو تم لوگوں کے درمیان بھیجدوں۔ جگر کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنیوالی ہے اور میں اسکا روادار نہیں ہو سکتا کہ جیسے میری گیارہ اولادیں تمھارے سابقین نے زہر اور تیغ سے شہید کر دیا ویسے یہ بھی باقیماندہ ضایع کیا جائے۔ آج سلطان روم جو نہ قریشی ہے نہ عرب۔ اوسکے ہٹ جانے سے تم اسطرح بلبلا رہے ہو اوس روز تم یا تمھارے ہم زبان کہاں تھے جس روز کہ میں ابھی دفن بھی نہ ہوا تھا کہ ہمارے بھائی اور داماد کو لوگوں نے ہٹا کر میرے غیر کو خلیفہ بنا لیا۔ نہیں نہیں۔ میری زندگی ہی میں امت نے دکھا دیا کہ میرے بعد کیا ہونے والا ہے۔ میں نے بارہا لوگوں سے کہا تھا کہ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَ لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ یعنی تمھارے درمیان میں دو چیزیں گراں بہا چھوڑے جاتا ہوں۔ کتاب خدا اور عترت ہماری جو ان دونوں سے تمسک کریگا ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگا اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آویں۔
لیکن جب میں نے مرض موت میں وصیت نامہ لکھنا چاہا تو امت نے عدول کیا اور ثقلین کے ایک جز سے میرے روبرو انکار کر دیا اور خود مجھکو اور میری عترت کو نظر انداز کر کے کہدیا کہ حسبنا کتاب اللہ افسوس کسی نے اسکا رد میرے سامنے نہ کیا اور نہ اوسکے کہنے والے سے کوئی تعرض کیا گیا اور

جو نتیجہ ہونا تھا ہوا - اگر شریف حسین نمک حرام اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ سلطان کی ماتحتی سے رہائی پاکر اوسنے ہوم رول حاصل کر لیا ہے تو وہ لوگ کیا کہلائینگے جنھوں نے ہماری اولاد کو ہٹا کر میری جگہ پر قبضہ کر لیا - لیکن میری اولاد صابر و شاکر تھی وہ امت کی فدائی تھی اوسکو نہ سلطنت کی ہوس تھی نہ خلافت سے غرض - وہ تو صرف یہ چاہتی تھی کہ ہم کو امن سے رہنے دو - ہم نانا کے امت کو علم - تہذیب - اخلاق کی تعلیم کرینگے - اور بس لیکن تمھاری رشک و حسد کی آنکھیں اسکو بھی نہ دیکھ سکیں - دختر نیک اختر کا گھر جلانے گئے - حالانکہ عورتیں ہر مذہب و ملت میں واجب الاحترام ہوتی ہیں - داماد کو عین خانہ خدا میں نماز کی حالت میں دھوکا سے تلوار لگا کر شہید کیا - ایک فرزند کو زہر کا پیالہ پلایا دوسرے کو تیغ سے برملا قتل کرنا چاہا حالانکہ وہ بیچارہ مدینہ منورہ سے بیت اللہ کے طرف جسکو تم بلد الامن کہتے ہو پناہ لے گیا - وہاں بھی حفاظت اور جان بچنے کی صورت نظر نہ آئی - آہ آہ - بغیر حج کیئے ہوئے مکہ سے باہر نکلنا پڑا وہ بھی اس غرض سے نہیں کہ جان بچے بلکہ اسلیئے کہ زندگی کے طرف سے اوسکو مایوسی ہو چکی تھی بلکہ اس غرض سے کہ حرمت خانہ کعبہ ضایع نہ ہو لیکن تم میں سے ایک شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ کہاں جاتے ہو - میں تمھارا محافظ ہوں - تمھارے عدو سے ترک موالات کرونگا - غرض راستہ سے لشکر یزید نے گھیر کر کربلا میں پہونچایا اور وہاں مع اوسکے بے مثل عزیزونکے اور اصحاب کے قتل کیا اور میری عترت کے ساتھ وہ سلوک کیا جو ترک و دیلم کے لونڈیوں کے ساتھ بھی روا نہ رکھتا تھا - اس ظلم و بدعت پر بھی نہ تم نے کسی سے ترک موالات کیا اور نہ کچھ غل مچایا بلکہ یزید پلید کو فتح کی مبارکبادی دی - اور روز قتل عطر لگانا - اچھے کپڑے پہننا - ثواب سمجھا - کفار کیا ایڑی چوٹی کا زور لگائینگے جیسا کہ خود مسلمانوں نے زور لگایا اور میرے گھر کو تباہ و برباد کیا - اب مہربانی کر کے مجھکو تکلیف نہ دو اور میرا آخر فرزند جسکو اللہ نے اپنی

حفاظت میں لے لیا ہے اوسکو وہیں رہنے دو اور ثقلین کے جیسا ایک جز یعنی عترت سے انکار کر کے اوسکو ضایع و برباد کیا اوسکے مابقی پر نظر بد مت لگاؤ ؎۔

مین جناب شاہ صاحب سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ آخر تیرہ سو برس کے بعد آج آخرالزمان کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ کیا یہ بزرگ رسولخدا صلعم کے داماد و بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہتر ہیں۔ کیا یہ رسولخدا ؐ کے فرزند حسنین سے بہتر ہیں انکو آپ نے کسی وقت میں نہیں پکارا۔ بلکہ جب ان بزرگواروں میں سے کسی نے اہل اسلام کے طرف رجوع کیا اور اونکو خود پکارا تو اہل اسلام بے رخی اور طوطا چشمی کر گئے۔ اور جو اون پر گذری گذر نے دیا۔ اگر کسی امیر و شریف کے مرنے پر اوسکے مصاحب یا رفیق اوسکی اولاد کو ہٹا کر اوسکی جگہ کو دخل کر لیں تو اوس مصاحب کو لوگ کیا کہینگے۔ لیکن رسولخدا ؐ کے اولاد کے ساتھ ایسے سلوک کرنے والوں سے حضور نے کیا کیا کچھ بھی نہیں بلکہ اونہی مصاحبونکا ساتھ دیا۔ غرض جب تک خلافت بنی امیہ بنی عباس۔ و خاندان عثمانیہ میں دور کرتی رہی اور خاندان رسالت سے علٰحدہ رہی آپ لوگ ٹھنڈھی آنکھوں سے دیکھا کیے اور کسی وقت میں نہ حسنین ؑ کو نہ اونکی اولاد کو یاد کیا لیکن جب یہ حجاز کی امارت رسولخدا ؐ کی اولاد سیّد شریف حسین ہاشمی کے ہاتھ میں آئی ہی تو آپ کو چین نہیں۔ اور آپ کی نیند غائب۔ کیا واقعی آپ کا بھی یہی پوشیدہ اور مضمر خیال ہے کہ حجاز کا امیر کوئی بھی ہو لیکن اولاد رسول نہ ہو۔ اگر ایسا خیال ہے تو رسولخدا ؐ کے سامنے ایسی استدعا کی جرئت پر حیرت ہوتی ہے۔ کیا آپ نے کسی تواریخ میں دیکھا ہے کہ رسولخدا ؐ کے ایک اولاد نے حضرت کے دوسرے اولاد کو ہٹا کر کسی غیر کو جگہ دی ہو۔ کہ حضرت آخرالزمان کو شریف حسین کے مقابلہ میں بلاتے ہیں آپ کے اس ارادہ کا پورا کرنیوالا آخرالزمان نہیں ہو سکتا۔ ہاں تواریخ میں

میں تلاش کیجیے تو پتہ ملجائیگا کہ اسی طرح کی ہل چل ایک مرتبہ اور مچی تھی۔ یعنی جب خلافت رسولخدا کے بھائی اور داماد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبضہ میں آئی تھی اوسوقت جسنے اس خلافت میں خلل ڈالا تھا اوسی کی اولاد کو اگر کوئی ہو تو تلاش کیجیے اور اوسکو اپنی مدد کے لیئے پکاریئے تو زیبا ہے۔ کیا غضب ہی کہ رسولخدا کے داماد سے بغاوت کرنیوالے رسولخدا کے محبوب بنائے جائیں اور اونپر درود وصلوٰۃ بھیجی جائے اور اون کی اولاد جب اپنے گردن سی طوق غلامی اوتارے اور اپنے گھر کو آپ سنبھالنے کا دعوٰی کرے تو نمک حرام اور باغی کہلاے اہل ہند کا اپنے اوستاد سے یہ کہنا جائز ہے کہ ہم تمھارے احسانات کے معترف ہیں لیکن ہمنے تمھاری طرز حکومت سیکھ لی تمھاری ایسی پارلیمنٹ قائم کرینگے تمھارے ایسے صنعت وحرفت جاری کرینگے۔ غرض جو جو سبق تمنے سکھائے ہیں اوسکو بغیر تمھارے مدد اور رہنمائی کے ہم چلا سکتے ہیں۔ اب تم اپنے ملک کو تشریف لیجاؤ۔ لیکن شریف حسین کے لیئے ناجائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ اے سلطان تمنے میرے جد کی تعلیم اور اونکے اصحاب کی تہذیب کو مٹا دیا۔ ہماری قوم کو مہذب سے وحشی بنا دیا اب تم لوگ جاؤ۔ ہم لوگ آپ اپنا ملک جیسے ہوگا چلا لینگے۔ تم سے سوائے نقصان کے ایک فائدہ بھی نظر نہیں آتا۔ اسکو کہتے ہیں ثقلین کے دوسرے جز یعنی کلام اللہ کا خون کرنا۔ خداوند عالم اپنے کتاب پاک میں فرماتا ہی۔ (سورۃ النسا رکوع ۱۹) یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ یعنی اے ایمان والو مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم ہو جاؤ اور خدا لگتی گواہی دو۔ اگرچہ خود تمھارے یا تمھارے ماں باپ یا قرابتمندوں کیلیئے مضر ہو۔ خواہ مالدار ہو خواہ فقیر ہو کیونکہ اللہ تم سے زیادہ اونپر مہربان ہی تو خواہش نفسانی کی پیروی

کر کے عدول مت کرو اور اگر تم پھرا کے گواہی دو گے یا انکار کر جاؤ گے تو خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

لہذا بغیر خیال اور پاسداری خلافت و سلطنت آپ انصاف سے فرمائیں کہ رسولخدا کے قائم کردہ عرب کے امارت پر بعد انکی وفات کے اونکے داماد اور بھائی کو ہٹا کر خلافت پر قبضہ کرنے والے کیسے تھے۔ پھر جب خلافت حضرت علی ؑ پر قائم ہوئی تو اونسے جنگ کرنے کے لیئے باہر نکلنے والے کیسے تھے اور پھر بنی امیہ کو خراب کرنے والے اور اوسپر قبضہ کرنیوالے بنی عباس کیسے تھے۔ اور پھر بنی عباس کے خلافت کو خراب کر کے خلافت پر قبضہ کرنیوالی بنی عثمان کیسے تھے۔ جواب بنی عثمان کے خلافت خراب ہونے پر شریف حسین کا سوراج حاصل کرنا نمک حرامی وبغاوت کہا جاتا ہے! افسوس خدا ڈرتا تھا کہ لوگ اپنے والدین اور قرابت مندی کا خیال کر کے اوسکی طرف جھوٹی گواہی دینگے اور اوسکے مطابق فیصلہ کر لینگے۔ لیکن باوجود ادعائے سیادت و اولاد رسول ہونے کے اس معاملہ میں شاہ صاحب قرابت کو نظر انداز کر کے ایک طرف امارت وسلطنت ومالداری اور دوسری طرف کی بیچارگی۔ سلطنت کی مخالفت اور مجبوری بلحوظ خاطر رکھینگے۔ گرچہ خداوند عالم نے امیر و غریب کے خیال کی طرف سے بھی متنبہ کر دیا ہے لہذا جناب شاہ صاحب کیخدمت میں بصد ادب عرض ہی کہ اگر اب بھی آپ تعصب اور جنبہ داری کو خیر باد کہیں اور ثقلین کا دوسرا جز جو باقی ہے یعنی قرآن کے طرف رجوع کریں تو بہت اصلاح ہو سکتی ہے۔ اولاً حضور کو جنبہ داری ترک کر کے جیسا کہ آیۂ مذکورہ بالا کا مطلب ہے ہر مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے دوسرے قبل کسی مسئلہ پر غور کرنے کے اوسکے کل قضیہ کی پوری جانچ پڑتال کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے سورۃ النساء رکوع ۱۳۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا یعنی اے ایماندار و جب تم جہاد کے واسطے نکلو تو اچھی طرح چھان بین کر کی حقیقت حال کو دریافت کرلو اور دل میں دنیاوی مال کی خواہش اور تمنا رکھکر اپنے اوپر سلام کہنے والے کو یہ مت کہدو کہ تم مومن نہیں ہو۔ یَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ تاکہ اوسکا مال لوٹ لو اور اگر مال کی خواہش ہے تو اللہ کے پاس بہت کچھ غنیمت ہی جو تم کو عطا کر سکتا ہے ٹھیک یہی حالت حضور کی ہے کہ بیچارے شریف حسین کے بیٹے امیر عبداللہ نے اپنا دعوٰی حضور کے سامنے پیش کیا سلطان کے غلط کاریوں اور شریعت سے انحراف کو بیان کیا اور اپنا حق آیہ وافی ہدایہ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (یعنی اے رسول کہدو کہ ہم اپنی رسالت کا اجر کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ میرے اقربا کے ساتھ محبت کرو) سے ثابت کیا۔ لیکن فیصلہ کے وقت سب کو پس پشت ڈالکر خلافت کیلئے جان دینے کو تیار ہوگئے ہیں اور پھر نہ معلوم جب سلطان روم نے صلح کرلی اور عہدنامہ پر دستخط کر دیا تو اب حضور کسکے لیے لڑتے ہیں۔ اور قرآن پاک کے کس آیت کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔ قرآن پاک کے آیہ وافی ہدایہ میں دوسرے طرح حکم ہے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ یعنی یہ نیکی نہیں ہے کہ

پورب یا پچھم نماز کے لیئے اپنا منھ کرلو۔ بلکہ نیک وہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر روز قیامت پر۔ فرشتہ پر۔ کتاب پر۔ نبیوں پر اور اللہ کے محبت میں ذوی القربی یتیم۔ مسکین۔ مسافر۔ سائل اور غلام کو مال دیوے اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور جب عہد کرلیوے تو اوسکو ایفا کرے اور صبر کرے فقر و فاقہ اور لڑائی کے وقت میں۔ یہی لوگ سچے ہیں یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اولاً تو شاہ صاحب کے ہم خیالوں کو لازم تھا کہ جنگ کے وقت خلیفۃ المسلمین سلطان روم کی مدد کرتے اور جہاد کے سختی کو جھیلتے وہ تو کیا نہیں۔ لیکن جب خلیفۃ المسلمین نے عہد کرلیا تو اونکی امت عہد شکنی پر کمر باندھے ہے اور صریحی آیہ مذکورہ کی مخالفت کرکے نیکوں کے گروہ سے علحدہ ہوکر خدا کے عذاب کو برانگیختہ کرتی ہے جیساکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ

یعنی جب بات بولو تو انصاف کرو گرچہ قرابت مند کے خلاف ہو۔ اور خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔ یہ وہ باتیں ہیں جنکا خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم عبرت حاصل کرو اور یہی خدا کا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو خدا کے راستہ سے بھگا کر تتر بتر کردینگے۔

اسی آیت کے مخالفت کا نتیجہ ہے کہ حضور کو صفحہ ۱۹ میں رسولخدا صلعم کو مخاطب کرکے یہ کہنا پڑا کہ "ہندی مسلمانان مختلف الخیال ہیں اور ایمانی کمزوریوں کے شکار۔ ایک نگاہ معجز ادھر بھی پھیریئے کہ یہ اختلافات مبدل بہ اتحاد و یک جہتی ہوجائیں۔ یہ اوراق اسلام جو منتشر ہوگئے ہیں اگر حضور انور اشارہ فرمائیں تو پھر بھی اوراق مجتمع ہوکر بڑی سے بڑی

مادی طاقتوں کے مغلوب کرنے کے لیئے بیاض رہنمائی بنجائیں۔
صرف ہندی مسلمانوں کی یہ کیوں حالت ہے؟ اسلیئے کہ عہد شکنی پر کمر باندھے ہیں جسکا نتیجہ مطابق قول خدا کے یہ ہوا کہ وہ مختلف راہوں پر لگ گئے اور تتر بتر ہو گئے۔ کیا صرف ہندی مسلمانوں میں جوش ایمان اور خلافت کی پاسداری ہے؟۔ وہ آزاد مسلمان جنکو اپنے بادشاہ اور حاکم کے ساتھ ملکر کام کرنیکا موقع ہے کیا وہ ایمان سے خالی ہیں؟ کہ خلافت کے لیئے کچھ چون و چرا نہیں کرتے دیکھیئے کابل۔ ایران۔ ترکستان۔ ٹونس۔ الجھکارس۔ مراکو اور خود روم کے رعایا کیا کر رہی ہیں۔ صلح کے خلاف ورزی کے طرف خیال بھی نہیں ہے بلکہ ان کی اسوقت ہمہ دم یہی فکر ہے کہ وہ ابھی اپنے ملک میں مادی طاقتوں کو فراہم کریں تاکہ موقع آنے پر اوسکے ذریعہ سے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرینگے اور جب تک ویسی مادی قوت بہم نہ کرلیویں اوسوقت تک کوئی کارروائی کرنا اپنا سر دیوار میں ٹکرانا ہے۔ اور جو خدا کی تعلیم کے خلاف کریگا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خدا کا حکم ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا۔ یعنی اے مسلمانو اپنی حفاظت (کے ذریعہ) اچھی طرح دیکھ بھال لو اور مہیا کر لو۔ پھر خواہ دستہ دستہ نکلو۔ خواہ سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نام برآوردہ قوموں میں آپس میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ سب اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں۔ لیکن ہندوستان کے مسلمان ہیں کہ اپنے برپا کردہ فساد میں خود مبتلا ہیں اور عوض آگے قدم بڑھانے کے ہر شعبہ میں پیچھے پڑتے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے فساد کی سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے کہ اَلْفِسَادُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور دوسری جگہ سورہ اعراف رکوع ۷ میں فرماتا ہے وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

یعنی زمین میں صلح یا اصلاح کے بعد فساد نہ کرتے پھرو اور خدا سے خوف اور امید کے ساتھ دعا کرو کیونکہ نیکی کرنیوالوں سے خدا کی رحمت یقیناً قریب ہے۔ اب میری استدعا یہ ہے کہ میرے مسلمان بھائی فساد سے باز آویں چین سے اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر ترقی کے میدان میں قدم رکھیں اور مطابق حکم قرآن پاک اور رسول خدا ؐ کے تاسی میں جب تک مادی اسباب کافی فراہم نہ کرلیویں تب تک ہوا سے نہ لڑیں ورنہ خود گرد و غبار مذلت میں آلودہ ہو جائینگے۔ بہر کیف شاہ صاحب کی فریاد کے جواب میں بہت دور چلا آیا اب پھر میں سفرنامہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں لیکن انصاف شرط ہی۔ جناب شاہ صاحب **مسجد قبا** بوجہ بدامنی نہ جا سکے اور وہی حالت ہماری بھی ہوئی کہ بعد خرابی بسیار و کوشش بے شمار ہم لوگ کوہ احد پر جاکر سیدنا حضرت حمزہ کے قبر مطہر کی زیارت کر سکے لیکن مسجد قبا میں نماز ادا کرنے سے محروم رہے۔ اس میں بیچارے شریف کے حکومت کا کیا قصور ہے۔ ارے وہ بیچارہ تو آج برسر حکومت ہوا ہے۔ صدیوں کے خرابی کو چشم زدن میں کیونکر برطرف کر سکتا ہے۔ یہ اون سے پوچھنا چاہیئے جن کی گود میں یہ خونخوار بدو پلے اور بڑے بوڑھے ہوئے۔ حوض اونکے الزام دینے کے اونکی تعریف اور اون کے ملک بدر ہونے پر افسوس کیا جاتا ہے۔ یہ تعریف اور افسوس ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک طفل مکتب اپنے نکمے اُستاد کے برطرفی پر افسوس کرے اور کہے کہ اُستاد بہت اچھے تھے جب ہم نے چاہا پڑھا۔ جب ہمنے چاہا نہیں پڑھا اور اگر کسی کو مار بھی دیا تو کچھ بولتے نہ تھے۔ باقی رہا دور عثمانیہ میں جو حفظ امن کا سامان تھا وہ اس قول[۱] سے شاہ صاحب کے ظاہر ہوتا ہو کہ صدیوں سلطنت کرنے کے بعد" فخری پاشا ایک بیدار مغز اور محب اسلام مدینہ طیبہ کے گورنر تھے جنسے زائرین اور حجاج کے سہولتوں کے خیال سے

[۱] ملاحظہ ہو صفحہ ۳۳

بیت اللہ اور مدینۃ الرسول کے مابین منزل بہ منزل پختہ مکانات تعمیر کرائے اور وہاں پولیس کی چوکیاں بیٹھانا چاہتے تھے کہ اسی اثنا میں جنگ چھڑ گئی۔ جب چار پانچ صدی کے بعد ابھی تک یہ تیاریاں ہو رہی تھیں اور حفاظت کا سامان مکمل نہیں ہوا تھا تو بیچارے شریف حسین کی کیا شکایت ہے جنکو ابھی ۸ سال بھی پورے نہیں ہوئے۔ مانا کہ حکومت عثمانیہ کے زمانہ میں فوج لاکر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے اطراف میں وقتی طور پر بٹھا دیجاتی تھی اور حجاج وزائرین متبرک مقام کی زیارت کر سکتے تھے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس سلطنت قاہرہ کے قبضہ میں شام۔ عراق۔ تھریس وغیرہ ایسے زرخیز صوبے تھے اوسکی لیئے ایک بڑی فوج کا رکھنا بہت آسان تھا۔ لیکن اس سے وہ کسی تعریف کی مستحق نہیں ہو سکتے۔ تعریف جب ہوتی کہ بدوؤں کو تعلیم دیکر اونکو اخلاق اور تہذیب سکھا کر ایسا کر دیتے کہ فوج کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ وہ حقوق حجاج وزائرین کو پہچانتے اونکے آنے پر خیر مقدم کرتے اون کے روانگی کے وقت مشایعت کرتے برعکس اسکے وہاں ہمہ وقت کوئی راہ کبھی خطرہ سے خالی نہ رہی بجز اسکے کہ وقتی انتظام کے ذریعہ سے کہیں حفاظت کا انتظام ہوگیا۔

مگر شریف حسین کیلیئے صرف حجاز لیکر کوئی معقول فوج رکھنا بہت ہی دشوار ہی خصوصاً جبکہ بقول شاہ صاحب (صفحہ ۲۶) "بدیوں کا احمدی قبیلہ شاہ حجاز سے علی الاعلان باغی ہے اور عام بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ شاہ حجاز کے طرز عمل سے امام یمن بھی بیزار ہیں اور کوشش میں ایک لمحہ بھی غافل نہیں کہ شریف حسین کے حکومت کو عرب سے مٹا کر حقانیت کا بول بالا کریں"

جوں جوں واقعات کا پردہ صبح وشام میں اوٹھتا جا رہا ہے ویسے حالات اور امید معکوس سے نجد اور یمن کے لوگوں میں ایک جوش اور جذبہ انتقام شریف حسین کے خلاف مشتعل ہو رہا ہے۔ وہابیوں کا ایک طبقہ ہے جو ابو سعود کے نام سے موسوم ہی اور طائف کے سامنے ڈیرہ ڈالے ہوئے ہی وہ بھی ہر آن حملہ آور ہوا

چاہتا ہے۔ طبقہ ابو سعود سے امیر نجد کا تعلق ہے۔ غرض بیچارے شریف حسین جنکو حجاز سے کوئی معقول آمدنی کی امید نہیں اور نہ کسی سلطنت نے دہانسے کوئی آمدنی باقی ہے۔ جن پر چاروں طرف سے ایسے حملے ہو رہے ہیں یا ہونیوالے ہیں کیا کرسکتے ہیں اور کیا انتظام ملکی ہو سکتا ہے۔ بیچارے کو دو چار سال کی مہلت دیتے اور آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ بتاتے اوسکے بعد اگر وہ بیچارہ انتظام نہ کرتا تو جو چاہتے سو کہتے۔ ان کی حالت بالکل حضرت علی کی سی ہی کہ خلافت آتے ہی چاروں طرف سے بنی امیہ اور دیگر عرب نے بغاوت اور بلوہ شروع کردیا۔ صرف اس جرم پر کہ رسولخدا کے قرابت مند ہیں۔ اور پھر اونکے سرگروہ یعنی حضرت معاویہ نے اعتراض بھی کردیا کہ آپ کی دور خلافت میں کسقدر فساد ہوا (شاباش) بجنسہ وہی برتاؤ شریف حسین کے ساتھ ہو رہا ہی۔ باقی یہ کہنا کہ شاہ حجاز کے طرز عمل سے امام یمن بھی بیزار ہیں حب صحیح ہوتا کہ امام یمن سلطان روم کے تابع اور ہواخواہ ہوتے۔ وہ رومی دور میں بھی ہمیشہ سلطان سے لڑا کیئے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ وہ اوسوقت باغی کہے جاتے تھے اور اسوقت آپ اونکے معرف ہیں۔ اگر ہندوستان میں کوئی کسی دوسرے سلطنت کی مدد سے **ہوم رول** حاصل کرسکتا تو اوسکو غازی۔ دیش بندھو۔ اور مہاتما کا خطاب دیا جاتا۔ نہیں نہیں جو لوگ ایسا خیال خام اپنے دماغ میں رکھتے ہیں وہ لوگ یہ سب خطابات پا رہے ہیں لیکن شریف حسین جسنے عرب کے لیئے ہوم رول حاصل کرلیا ہے اونکے لیئے یہ سب خطابات تجویز ہو رہے ہیں:۔

"برطانیہ کے نمک خوار۔ ملک گیری کا طمع کرنے والا۔ بندگان اصنام علل و اسباب شاہ حجاز کی سفاکی اور ظلم۔ حجاج بن یوسف سقفی۔"

جناب شاہ صاحب جو بات بولیئے حق کا پہلو لیئے ہوئے۔ ورنہ ثقلین کے دوسرے جز یعنی قرآن کا خون ہوتا ہے۔ قومی دشمنی میں انصاف کا خون نہ فرمایئے

دیکھیے قرآن پاک کہتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی اے ایماندار وخدا کے خوشنودی کے لیئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیئے تیار رہو اور تمھیں کسی قوم وقبیلہ کی عداوت اس جرم میں نہ پھنسوائے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔ تم ہر حال میں انصاف کرو یہی پرہیزگاری سے بہت قریب ہے۔"

جو امر آپ ہندوستان کے لیئے پسند کرتے ہیں اوسکو عرب کے لیئے کیوں ناپسند کرتے ہیں۔ ہندوستان کے ہوم رول کے خلاف بولنے والے کو لعنت ملامت کی جاتی ہے ویسی ہی ملامت یمن۔ امیر نجد۔ ابو سعوده۔ قبیلہ احمدی کی ساتھ کرنا چاہیئے۔ اگر یہ نظیر آپ کو لگتی ہوئی نہیں معلوم ہو تو اول صدی کی واقعات پر غور فرمایئے کہ جب چند اصحاب نے حضرت ابی بکرؓ سے بیعت کرلیا تو اونسے انحراف کرنے والے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے مرتد کہلائے اور قتل کردیئے گئے۔ پس جب شریف حسین کی بیعت اہل مکہ ومدینہ۔ جدہ ینبوع وطائف نے کرلی ہے تو اون سے انکار کرنے والے کی ملامت فرمایئے اور شریف حسین کے مددپر لوگونکو آمادہ کیجیے جیسا کہ حضرت عمر رضہ حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے لیئے کرتے تھے۔

صفحہ ۲۷ میں شریف صاحب کے لیئے آپ کا یہ فرمانا کہ" دیکھیے یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے"۔ بہت ہی قابل افسوس ہے۔ آپ کی آرزو غالباً اس میں پوری ہوگی کہ جس کل حضرت امام حسنؑ کا اونٹ حضرت امیر معاویہ کے مقابلہ میں بیٹھا اوسی کل اونکی اولاد شریف حسین کا بھی اونٹ بیٹھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جس روز خداوند عالم رسالت کے اجرت[1] کا حساب کرنے

[1] اشارہ ہے آیہ قرآنی کیطرف قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یعنی اے رسول لوگوں سے جو تمھارے اجرت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہدو کہ میں اپنے رسالت کی اجرت کچھ نہیں چاہتا مگر اپنے قرابت مندونکی محبت ودوستی"

بیٹھے گا تو جیسے اول صدی کے لوگوں کو کہنے کا یہ موقع نہیں ہے کہ مجھ سے کسی نے یہ اجرت طلب ہی نہ کی کسکو ادا کرتا۔ اوسی طرح چودہویں صدی کے لوگوں پر بھی حجت خدا تمام ہو جائے گی۔ اور جب آیہ کے ذریعہ سے شریف صاحب نے آپ کے روبرو استدلال کیا وہی آیہ کریمہ اون سے انحراف کرنے والوں کا دامنگیر ہوگا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے شعر

یک حسینے نیست کو گردد شہید،،
ورنہ بسیار اند در عالم یزید ++

واقعی جناب شاہ صاحب۔ مجھکو اکثر تعجب ہوا کیا ہے کہ پیرزادوں۔ اولیازادوں کی تو اسلامی دنیا میں اسقدر عزت اور توقیر کیجاتی ہے لیکن اولادِ رسول کی طرف سے کیوں بے رخی ہوتی ہے۔ آج تک ہم کو یہ معمہ سمجھ میں نہیں آیا ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ رسول کی اولاد سب معاذ اللہ رافضی تھی تو بھی ایک سبب اون کے طرف سے غصہ رکھنے کا ہوتا لیکن اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ حضرات بھی سب اہل سنت ہی تھے اور اونہی کے مذہب پر ہمیشہ اہلسنت وجماعت رہے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ جناب امام جعفر صادق ؑ کے شاگرد اور اونکے معتقدین میں سے تھے۔ پھر مذہب کی یک جہتی اور رسول کے قرابت کے ساتھ بھی کیوں ہمیشہ یہ مظلوم رہے اور جب سلطنت یا خلافت نے اون کی طرف رخ کیا تو عرب میں ہل چل مچ گئی جسکا نمونہ خود آج آپ کے تحریر سے ظاہر ہے۔ شریف حسین اپنے حق کے اثبات میں آیہ مودۃ پیش کرتے ہیں سلطان روم کی غلطیوں کو دکھاتے ہیں لیکن آپ نہ کسی کا رد کرتے ہیں اور نہ سلطان روم کی عمل کو برحق ثابت کرتے ہیں مگر خواہ مخواہ کا غصہ اور طیش شریف حسین پر صرف کرتے ہیں کیا هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کے یہی معنی ہیں ہاں شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے تنبیہاً یہ شعر کہا تھا۔

کس نیاموخت علم تیر از من ۔۔۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اسکو ہم لوگوں نے اپنا دستور العمل بنالیا ہے اور رسول سے سیکھے ہوئے تہذیب ملک رانی کے فن کو اونکے اولاد کے خلاف میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اب میں پھر سفرنامہ کے طرف رجوع کرتا ہوں۔ صفحہ ۲۴ میں جناب شاہ صاحب مدینہ منورہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ "بعض مقدس مقامات کی دیواریں زبان حال سے اپنی تباہی پر نوحہ خوانی کرتی ہوئی اسوقت بھی راویونکے بیانات کی تصدیق کررہی ہیں"

الجواب افسوس ہے کہ کسی مقام خاص کا نام جناب نے ظاہر نہ فرمایا آپ صرف تین روز مدینہ منورہ میں رہے ہیں اور قریب ایک ہزار ہندی مسلمان علاوہ ۴-۵ ہزار عجم کے ۲۵ روز تک مدینہ منورہ میں بوجہ بدامنی راہ کے مقیم رہے۔ کوئی گلی۔ کوچہ اور مزار اندر شہر کے ایسا نہیں ہے جسکو بار بار ہم لوگوں نے نہ دیکھا ہو اس میں شک نہیں کہ بعض مکانات شہر پناہ سے باہر منہدم نظر آئے۔ لیکن شہر پناہ کے اندر نہ کسی مکان کو نہ روضہ مبارک کو نہ جنت البقیع میں کسی گنبد کو اور نہ کوہ احد کے کسی مقام کو نقصان شدہ دیکھا۔ یہاں تو خیالی تصویر پر شاہ صاحب اسقدر رنج کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور واقعی جو رونے کی بات ہے اور جس سے ہر ایمان دار کا دل دہل جاتا ہے اوسکو یوں ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

صفحہ ۲۵ "برطانیہ کے طرف سے التوائے جنگ کی پہلی شرط یہ تھی کہ مدینہ منورہ شریف مکہ کے سپرد کیا جائے چنانچہ اسی شرط کے مطابق اس بلدہ پاک کا نظم و نسق ترکوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ مجاہدین فی سبیل الاسلام رخصت ہونیکے وقت حرم رسول کے تبرکات اور قیمتی جواہرات دار الخلافت قسطنطنیہ اپنے ساتھ لیتے گئے تاکہ وہ غارت گراں دین وایمان کے ہاتھ نہ لگیں"

الجواب۔ اچھے مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں کہ رسول خدا کے مزار کا تبرک

اور جو اہرات اپنے ساتھ لیتے گئے۔ جواہرات کو اپنے ساتھ لیجانا بہت اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے کہ کمی خزانہ کی حالت میں جیسے کربلائے معلی کے خزانہ پر نظر لگائی گئی تھی ویسے یہ بھی کام آئے گا لیکن تبرکات کیوں لے گئے اور وہ کیا تھے اور اُن کو اونکی جگہ سے ہٹانا کب جائز تھا۔ افسوس ہی کہ مسجد کی سڑی ہوئی چٹائی کو بھی اوسکی جگہ سے ہٹانا منع ہے لیکن رسولخدا کے حرم اور مسجد سے تبرکات ہٹائی جاتے ہیں اور کوئی منع کرنے والا نہیں بلکہ اوسکی پاسداری کیجاتی ہی۔ اگر تبرکات اسطرح نقل وحرکت کرسکتے ہیں تو پھر بہت آسان تھا کہ سنگ اسود کو بھی لیجا کے خاص قسطنطنیہ میں سنگ اسود کے ذریعہ سے ایک **کعبہ** اور مدینۂ منورہ کی تبرکات سے ایک درگاہ رسول قائم کردیتے تاکہ اہل عرب مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ دخل کرنیکی بعد دیکھتے کہ صرف **صدف** اونکے ہاتھ میں رہ گیا اور موتی قسطنطنیہ پہونچکر اوس ایک شہر کو حرمین کے مقابل بنا دیا۔ اب اس شہادت کے بعد کسکو انکار ہوسکتا ہے کہ کم سے کم حرم رسول کے تبرکات کے غائب کرنیوالے رومی عسکر تھے اور اسکا **خون** اونکے گردن پر قیامت تک رہے گا۔ کیا خوب منطق اور سچی شریعت ہی کہ اگر خدا ورسول کے مال کی حفاظت چوروں سے ہم نہیں کرسکتے تو بہتر ہے کہ خود ہی چُرا کر لیجائیں برائے شگون کے لیئے اپنی ناک کاٹنا اسیکو کہتے ہیں

آہ آہ صفحہ ۲۷ میں جناب شاہ صاحب کی نقل کردہ حدیثیں دیکھکر دل درد سے امنڈ آیا مدینۂ منورہ کے محاصرہ اور اہل مدینہ کی تکلیف اور صعوبت کا ذکر کرنیکے بعد آپ شریف سید حسین کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں۔ کیا انھیں اعمال پر رسولخدا کی خوشنودی کے طلبگار ہو۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ حضرت رسولخدا نے اہل مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی ہے اور صحیح مسلم کی وہ حدیث من یرید اھل المدینۃ بسوءٍ الا اذابہ اللہ کما اذابک الرّصاص فی النّار او ذاب الملح فی الماء (یعنی جو شخص اہل مدینہ کیساتھ برائی کا ارادہ کرے تو خدائے قدیر اسکو گلا دیتا ہی جیسے آگ میں سیسہ گل جاتا ہے یا نمک گل جاتا ہے پانی میں)

ایک دن آنحضرت نے مدینہ کے قریب پہونچکر اپنے مبارک ہاتھوں کو
اوٹھاکر دعا فرمائی اللھم من ارادنی واھل بلدی بسوء فعجل ھلاکہ
اے میرے اللہ جو شخص میرے اور میرے شہر والوں کے برائی کا ارادہ کرے
اوسکو جلد ہلاک کر دے۔

الجواب۔ جناب شاہ صاحب آپ کو شرعی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ یہ حدیثیں
صرف چودھویں صدی کے لیئے ہیں یا اول صدی کے لیئے زیادہ موضوع تھیں؟
کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت علی رض۔ اور وہ اصحاب جو اونکے ساتھ
تھے اہل مدینہ سے نہ تھے رسول کے عترت نہ تھے کہ اونکے دروازہ پر لکڑی اور
آگ لوگ لیکر گئے اور کہا کہ نکلکر چلو اور حضرت ابوبکر کی بعیت کرو ورنہ گھر میں
آگ لگا دینگے۔ کسی نے کہا کہ اُس گھر میں جناب فاطمہ رسولخدا ص کی غمزدہ بیٹی ہی
کہا کہ ہو۔ پروا نہیں آہ آہ۔ یہ کون گھر تھا بالکل مرقد رسول سے ملا ہوا گھر تھا
ابھی رسولخدا کے مزار کی مٹی خشک بھی نہ ہوئی تھی کہ مذکورہ بالا حدیثوں کو لوگ
بھولے ہوئے تھے اوسوقت جناب فاطمہ یاد آئیں اور اُنکا تذکرہ کیا گیا لیکن
لوگ بھولے ہوئے تھے کہ اوسمیں حسنین بھی تھے۔ واقعی جبکہ رسولخدا کے ایسا
باپ اور حضرت کے ایسا نانا دنیا سے وفات کرے اوسکی تعزیت آگ لکڑی
دروازہ پر لاکر اور جلا دینے کی دھمکی دیکر کرنا بہت مناسب ہے اور وہ بھی کس
گھر میں جو مزار مقدس کے پہلو میں ہو یہ اکلوتا واقعہ نہیں ہی۔ عقد الفرید۔ روضۃ الصفا
حبیب۔ طبری وغیرہ میں ہے کہ ۶۶ھ میں حجاز وعراق کے حاکم نے محمد حنفیہ
ابن علی کرم اللہ وجہہ اور پندرہ دیگر بنی ہاشم اور سترہ سرداران اہل کوفہ کو جنمیں
کچھ صحابی رسول بھی تھے اپنے بعیت پر مجبور کیا۔ حالانکہ معلوم تھا کہ محمد حنفیہ طاعت خدا
اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور حکومت وریاست کا داعیہ نہیں رکھتے
لیکن محمد حنفیہ نے انکار کیا۔ یہاں بعیت کے معنی ذرا ظاہر کر دینا چاہیئے تاکہ غلط فہمی
نہ ہو۔ بعیت کے معنی یہ نہ تھے کہ صرف کیسے حکومت وریاست کا اقرار کر لیا جائے

بلکہ جسکی بیعت کیجاتی تھی اوسکی ہر طرح کی اطاعت دینی و دنیاوی مقصود
ہوتی تھی لہذا یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے بعض کے بیعت سے انکار کیا
اونکا مطلب ہرگزیہ نہ تھا کہ طالب بیعت کی حکومت و ریاست میں خلل انداز ہوں
یا خود حکومت کے خواہاں۔ چنانچہ جب معلوم ہی کہ محمد حنفیہ عبادت میں مصروف
رہتے ہیں اور اُن کو ریاست سے اور امارت سے کچھ غرض نہیں ہی تو اونسے
طلب بیعت اس غرض سے نہ تھی کہ ریاست میں خلل نہ ہو بلکہ اوس کی غرض
یہ تھی کہ چونکہ یہ صاحب وجاہت اور رو دار تھے اون کی بیعت کا اثر اُن پر
پڑے گا جو سوادِ حکومت و ریاست خلافت کو جز و دین جانتے تھے اور اُنکے
بیعت کر لینے سے اونکا دینی اعتراض رفع ہو جاے گا اور وہ بھی ہوا خواہ
ریاست ہو جائینگے۔ غرض جب محمد حنفیہ نے انکار کیا تو اُن کو جان کی دھمکی
دی گئی۔ اور کیوں نہ ہوتا جب حضرت علی رضا اور اُن کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ
و حسنین کو آگ سے جلانے کی دھمکی دی گئی تو محمد حنفیہ کس شمار میں تھے۔ جب بیچارے
مضطر ہوئے تو دو ماہ کی مہلت مانگی۔ جواب ملا کہ محال ہی کہ تم کو ایک ساعت
بھی مہلت ملے۔ محمد حنفیہ نے کہا سبحان اللہ محمد مصطفٰے صلعم نے صفوان مشرک
کو چار ماہ کی مہلت دی اور مجھ کو ایک ساعت کی نہیں ملتی۔ بعد گفت و شنید
یہ قرار پایا کہ قضیۂ بیعت دو ماہ تک ملتوی رہے اور اس عرصہ میں حاکم مذکور
نے محمد بن حنفیہ کو اُس مکان میں جو چاہ زمزم پر بنایا تھا اور جسکا نام سجن عارم
یا حبس عارم تھا محبوس کر کے چالیس آدمی پہرہ پر تعینات کیا اور کہا کہ اس مدت
کے بعد اگر بیعت نہ کروگے تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور جلا دیئے جاؤ گے اور
لکڑی قید خانہ کے دروازہ پر چن دی گئی۔ جب اس واقعہ جانگزا کی خبر مختار کو
ملی تو عبد اللہ جدلی کے ماتحت ایک فوج اونکی مدد کیواسطے روانہ کیا۔ وہ دن کو
چھپتے اور رات کو سفر کرتے تاکہ اونکے آمد کی کسیکو خبر نہ ہو اور وہ لوگ ٹھیک اُسدن
آپہونچے جبکہ حاکم قید خانہ کے دروازہ پر آگ لگانے والا تھا۔ غرض قید خانہ کو

توڑ کر محمد حنفیہ کو اور اُن کے ساتھیوں کو قید سے نکالکر طائف یا ایلہ پہونچا دیا

دیکھا؟ اول واقعہ حرم رسول کا تھا یہ دوسرا واقعہ حرم خدا کا ہی جس کو لوگ بلد الامن کہتے ہیں اور جہاں خاص چاہ زمزم کے اوپر قید خانہ قائم کیا گیا تھا۔ کیا اوسوقت میں حرم ہی کہیں نہ تھا یا اولاد علی و فاطمہ رسول کی عترت نہ تھی کہ انکا اہل مدینہ کے برابر بھی خیال کیا جاتا۔ صرف ان واقعات کا نام اگر خون حرمین رکھا جائے تو واقعی راست۔ حق پر مبنی ہوگا۔ لیکن شریف سید حسین کا رومی لشکر و نکا محاصرہ خواہ مدینہ منورہ میں ہو یا مکہ معظمہ میں۔ کسی طور سے احادیث مذکورہ جناب شاہ صاحب کے تحت میں نہیں آسکتا اسلیئے کہ اولاً وہ اہل مدینہ نہ تھے بلکہ رومی سپاہی تھے اور دوسرے یہ کہ اُن سے جنگ تھی اور اپنے دشمن سے لڑنے کے لیئے حرم کے اندر تک اجازت ہے چنانچہ سورہ بقرہ رکوع ۲۴ میں ہے

لا تقتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین۔ یعنی تم مسجد حرام کے نزدیک اُنسے نہ لڑو یہانتک کہ وہ تم سے اوسجگہ لڑیں اور اگر وہ لوگ تم سے اوسجگہ لڑیں تو تم بھی اُن سے لڑو اور قتل کرو یہی کافروں کی جزا ہے۔ پس جب تک کہ شریف سید حسین اور اُنکے عسکر نے سلطان روم کے عسکر کو عرب سے نکالنے کی تدبیریں کیں اوسوقت تک اونپر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ بلکہ اونھوں نے حدیث رسول (الائمۃ من قریش) کی پابندی کی۔ ہاں اگر کوئی زیادتی اُنکی یا اہل مدینہ یا کسی عرب کے خلاف میں مذکور ہوتی تو شاہ صاحب کا گلہ حق بجانب تھا۔ باقی رہا بقول شاہ صاحب کے (صفحہ ۲۴) خود رومی عسکر و حاکم نے اہل مدینہ کو وہاں سے منتقل کرکے دمشق و شام پہونچا دیا۔ لہذا اہل مدینہ کو اُنکے دیار سے بدر کرنیکا الزام اونھیں پر ہوسکتا ہے اگر یہ کہیئے کہ محاصرے سے جو سختیاں شہر مدینہ پر ہوئیں اوسکے اہل مدینہ متحمل نہ تھے اسلیئے اُنکو روم و شام پہونچا دیا تو پھر جدّہ میں جو اسلامی ہمدردی دکھلائی تھی وہ کیا ہوئی۔

آپ صفحہ ۳۷ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اتحادی نے تمام شہر کو خاکستر کرنے کی دھمکی دی''، تو ترکی افواج کی حمیت ملی نے اس تہذیب سوز دھمکی پر مسلم آبادی کو برباد کرنا کسی طرح گوارا نہ کیا اور جدہ کو ۱۹۱۶ء میں حوالہ کردیا۔ پس واقعی اگر اہل مدینہ کے ساتھ کوئی ہمدردی رومی عسکر کو تھی تو چاہیئے تھا کہ مدینہ کو بھی شریف کے حوالہ کردیتے اور اہل مدینہ کو چین سے اپنے گھروں میں رہنے دیتے اسلیئے کہ شریف سید حسین کو نہ اہل مدینہ اور اہل مکہ یا حجاز کے عرب سے مخالفت تھی اور نہ بعد دخل کرنے مدینہ منورہ وہاں کے کسی شخص کو ستایا ہے ورنہ کسی طور سے وہ قابل الزام قرار پاسکتے ہیں۔

یہ الزام کہ تین یوروبین نصرانیونکو مدینہ منورہ میں مصری لباس میں لیگئے بالکل ہی لغو ہے اسلیئے کہ امسال بعض یوروبین نے (جنھوں نے اسلام قبول کیا ہے) شریف صاحب سے حج و زیارت کرنے کی استدعا کی تھی لیکن شریف صاحب نے اجازت نہ دی اسلیئے کہ اگرچہ کہ وہ مسلم ہوگئے ہیں اور مستحق حج و زیارت کے ہیں لیکن) اونکے چہرہ بشرہ سے صاف ظاہر ہوجائے گا کہ وہ اہل یورپ ہیں اور اعراب کو بوجہ اونکے جہالت کے اسکا یقین نہ ہوگا کہ وہ اہل اسلام ہیں لہذا عرب میں انکا آنا باعث فساد اور اُنکے قتل و غارت کا ہوگا۔ یہی نہیں ایک روز میں مکہ میں حرم کو جارہا تھا چونکہ اسوقت تک میں راستوں سے بلد نہیں ہوا تھا۔ ہمارے ساتھ میرے رفیق رہنمائی کو تھے اونکے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی اور وہ اس غرض سے جارہے تھے کہ مجھکو حرم خدا کے دروازہ پر پہونچا کر بازار چلے جائیں گے جب ایک عرب نے دیکھا کہ ایک شخص زنبیل لیئے خانہ کعبہ کے طرف جاتا ہے فوراً ٹوک دیا کہ زنبیل رکھکر جاؤ۔ خانہ خدا میں دنیاوی سامان کی کیا حاجت ہی جب میں نے اصل مطلب بیان کیا کہ وہ دروازہ سے واپس جائینگے تب عرب خاموش ہوا جو عرب اسطرح اپنے کعبہ اور حرم رسول کے پاسدار ہوں اور جو نصاریٰ سے اسطرح جلتے ہوں کہ باوجود اسلام لانیکے یقین نہیں ہوتا اور قتل و غارت پر آمادہ رہتے ہیں

تو ایک شریف نہیں دس شریف بھی اونکے مقابلہ میں کوئی امر خانہ خدا اور حرم رسول کے عظمت اور ادب کے خلاف نہیں کرسکتے۔ اور اگر واقعی تین شخص یوروپین تھے تو اُن کو تبدیل لباس و مصری بھیس بنانے کی ضرورت نہ تھی کوٹ۔ پینٹ۔ کالر۔ ٹائی۔ بوٹ نہایت عمدہ فیشن ایبل۔ بلکہ ولایت کا سلا ہوا۔ وہاں میں نے عرب کو بھی پہنے ہوئے دیکھا ہے صرف فرق یہ ہے کہ وہ ہیٹ یعنی انگریزی ٹوپی نہیں پہنتے سر پر رومال باندھے رہتے ہیں اور عرب یعنی شہری عرب جو قوم کے شریف ہیں اُنکا رنگ یوروپین رنگ سے کم نہیں ہوتا اسلیئے اگر کوئی یوروپین صرف ہیٹ کی جگہ رومال باندھ لے تو اوسپر ہرگز شبہہ نہ ہوگا یہانتک کے وہ بولی اور اپنے لب و لہجہ سے پہچانا جائے۔ غرض میری دانست میں شاہصاحب کے مخبر نے غلطی کی ہے اور بس۔

صفحہ ۲۸-۲۹ میں شاہ صاحب برقی روشنی کی تعریف فرماتے ہیں اسلیئے کہ یہ سلطان عبدالحمید کی یادگار ہے لیکن یہ شاہ صاحب نے دریافت نہیں کیا کہ یہ برقی روشنی کہاں سے آئی۔ کیا کہیں روم و شام میں بنتی ہے یا خاص یورپ کی چیز ہے نصرانی کا بدن تو ناپاک ہے لیکن اُن کی بنائی ہوئی چیزیں خاص حرم رسول اور بیت اللہ میں باعث زیب و زینت سمجھی جاتی ہیں اور پھر مجھ کو شبہہ ہے کہ ان چیزوں کو فٹ کرنے والا کوئی غیر مسلم کے سوا دوسرا ہو لیکن عہد روم میں ہر عیب ہنر ہی ہنر نظر آتا تھا۔ پھر فرش کے نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ "پہلی تو مسجد نبوی میں رومی و ایرانی قالینو نکے نہایت خوشنما و بیش بہا سجّادے بچھے رہتے تھے جہاں اب چٹائی کی جائے نماز بھی مشکل سے میسر ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ شریف کے صاحب زادہ امیر علی گورنر کے توجہ کے یہ تصرفات و برکات ہیں"

الجواب مجھکو یہ پتہ نہ چلا کہ شاہ صاحب کا یہ پہلا حج تھا یا دوسرا یا تیسرا۔ اگر دوسرا تیسرا ہے تو اُن کو استحقاق ہے کہ پہلی حالت سے موجودہ حالت

کا مقابلہ کریں لیکن اگر پہلا حج تھا تو نہ معلوم کس ذریعہ سے حضرت کو یہ کہنے کا حق
حاصل ہے کہ "اُس زمانہ کے روشنی میں حرم شریف بقعۂ نور نظر آتا تھا" اور
پہلے تو مسجد نبوی میں رومی اور ایرانی قالینوں کے نہایت خوشنما اور بیش
بہا سجادے بچھے رہتے تھے اگر یہ کہا جائے کہ تحقیقات سے یہ سب
ظاہر ہوا تو اولاً تین روز کے قیام میں انسان کیا دریافت کر سکتا ہے اتنے روز سے
زیادہ تو جذبۂ دل و وجدان کے حالت میں اُس درگاہ پر گذر جاتے ہیں اور شاہ
صاحب کی غالباً ایسی ہی حالت ہوگی۔ اسی وجہ سے ہی کہ صفحہ ۲۵ میں ارشاد
ہوتا ہے کہ مجاہدین فی سبیل الاسلام (یعنی رومی عسکر) رخصت ہونیکے
وقت حرم رسول کے تبرکات اور قیمتی جواہرات دار الخلافۃ
قسطنطنیہ اپنے ساتھ لیتے گئے تاکہ وہ غارت گران دین و ایمان
(یعنی شریف سید حسین کے عسکر) کے ہاتھ نہ لگیں اور صفحہ ۲۹ میں اس واقعہ
اور تحقیقات کو فراموش کر کے باور کر لیتے ہیں کہ "رومی اور ایرانی قالینوں کی
نہایت خوشنما اور بیش بہا سجادے شریف کے صاحبزادہ امیر علی گورنر کے
توجہ و تصرفات میں در آئے۔ واقعی تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہی اور
تعصب میں بات بولنے سے حافظہ بھی جاتا رہتا ہے۔ اسکے بعد راستہ کی بدامنی
کی شکایت کرتے ہوئے بعض حاجیوں کا بغیر زیارت مدینہ منورہ وطن کو واپس جانے
کا الزام بیچارے شریف سید حسین پر رکھا جاتا ہے میں ڈیڑھ مہینہ تک مکہ معظمہ
میں مقیم رہا میرے سامنے تین قافلے معتدبہ مدینہ منورہ سے واپس آئے جسکے
وجہ سے کل مکہ معظمہ اور اُسکا میدان ایسا بھر گیا کہ چلنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔
سب نے راستہ کا امن اور بے خطر ہونا ظاہر کیا الا یہ کہ گرمی کی شکایت اور ایک
مہینہ تک اونٹ پر سوار رہنے کی تکلیف بیان کی اور پھر جن کو بعد حج کے مدینہ منورہ
جانیکا موقع ہوتا ہے ادنکو خود بھی راہ کی تکلیف کا تجربہ از جدّہ تا مکہ و عرفات و
منیٰ ہو جاتا ہے اسلیے جو لوگ کہ قبل حج مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف نہیں

ہوتے اُن کی اکثر افراد کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں اور مدینہ منورہ کی زیارت
سے محروم رہتے ہیں چنانچہ امسال چالیس ہزار جاوا اور قریب آٹھ ہزار ہندی
حاجی علاوہ عرب و عجم کے قبل حج کے مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہو چکے
تھے جو بعد حج فوراً واپس گئے اگرچہ کہ اُن لوگوں نے کوئی راستہ کی غیر معمولی
تکلیف یا خطرہ ظاہر نہیں کیا۔ تاہم اُن کے ساتھ قریب ایک ہزار ہندی حاجی
جو حج کے وقت پہونچے تھے صرف حج کرکے واپس گئے۔ بعد حج کے قریب ایک
ہزار ہندی اور ۴ ہزار ایرانی اور قریب پچاس جاوا کے مدینہ منورہ گئے جن کی
ساتھ شرکت کا مجھے بھی شرف حاصل تھا۔ لہذا جو حاجی مدینہ منورہ
کی زیارت سے محروم رہتے ہیں یہ خود ان کی کمی ہمتی کی وجہ سے
ہے ورنہ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں اور زمانہ کے مقابلہ میں زمانہ حال
میں کوئی ایسی زیادہ بدامنی نہیں ہے۔

صفحہ ۳۷ اور ۳۸ میں جناب شاہ صاحب روم کے طرفداری میں کسقدر
انصاف کا خون بہا رہے ہیں اور قرآن کے تعلیم کو پامال کر رہے ہیں۔ قبل میں ایک
آیت کا حوالہ دے چکا ہوں جسکا مطلب یہ ہے کہ تم خود کعبہ اور مسجد الحرام کے
قریب قتال مت کرو لیکن اگر تمھارا مخالف جاکر وہاں قتال کرے تو تم بھی بے
کھٹکے اوسکو وہاں مارو لہذا اگر یہ صحیح ہے کہ جب "ترکی قلعہ کو مخالف
سپاہیوں نے پیوند خاک کر دیا تو یہ بے پناہ اور مجبور ترکی سپاہی
مسجد الحرام میں آ کر پناہ گزیں ہوئے یہاں بھی مخالفین کے فتنہ نے
یہانتک سر اوٹھایا کہ ہم تمام عالم کے قدیم ترین ماوی و ملجا میں
غیر مسلح ترکوں کو پناہ نہ دیگئی۔ یہانتک کہ غلاف کعبہ یا ظل الٰہی
میں چھپنے والے بیکس و مجروح و شکستہ حال معنوی فرزندان توحید
یعنی غریب ترکونکو کعبہ کے سامنے اسطرح شہید کیا جسطرح ریگزار
کربلا میں فرزندان رسول افواج یزید کے ہاتھوں قتل کی گئی۔

الجواب - اب صاحب انصاف غور کریں کہ ترکی سپاہی کو اگر کچھ بھی عظمت خانہ کعبہ کی تھی تو اوسمیں کیوں گئے عرب میں اصطلاح کے پہاڑ کیے بعد دیگرے ہیں کہ اگر انسان یا کوئی لشکر ایک سے دوسرے پر نقل و حرکت کرنا چاہے تو غنیم اوسکا کچھ نہیں کرسکتا ایسے پہاڑ و نہر جانیکے عوض وہ حرم خدا میں کیوں گئے اور پھر وہ غیر مسلح کیونکر ہوئے۔ کسنے اون کے ہتھیار اُن سے چھینے تھے افسوس محمد حنفیہ جو واقعی غیر مسلح اور بے خلش بزرگ تھے اُن کو چاہ زمزم یعنی خانہ کعبہ کے اندر قید کرنا اور لکڑی اُن کے جلانیکے لیے جمع کرنا باعث گریہ بکا تھا اور ایسے بدعت کے کرنیوالے پر جو جی چاہتا وہ کہا جاسکتا تھا لیکن ایسے واقعہ جانکاہ پر توکسی نے سانس نہ لیا لیکن ترکی سپاہیونکے ساتھ خانہ کعبہ کے نزدیک یا اوسکے اندر جنگ کرنیسے اسقدر واویلا ہے لیکن حق بر زبان جاری والا مضمون ہے شاہ صاحب کے بیان سے صاف ثابت ہے کہ خانہ کعبہ پر گولہ باری نہیں ہوئی جسکا مطلب یہ ہے کہ توپ کے ذریعہ سے گولہ پھینکا جائے اور نہ کوئی نقصان مکہ معظمہ کے کسی متبرک اور مقدس مقامات کے بیان کیے جاتے ہیں لیکن آپ فرماتے ہیں کہ شریف صاحب کے پہلے محل پر ترکوں نے گولہ باری کی ہا ہمنے اس محل کو اور موجودہ محل کو بارہا دیکھا ہے۔ شریف صاحب کا قدیم محل بالکل حرم کے راستہ پر واقع ہے اور قریب زد و توپ وقت میں اوس راستہ سے جاتا تھا لیکن اوس محل یا اوسکے قریب کی مکانات کہیں بھی نقصان نہیں ہیں اگرچہ مدینہ کے بعض نقصانات نے زبان حال سے شاہ صاحب کے نزدیک شہادت دی لیکن مکہ معظمہ میں سوائے راوی معتبر کے زبان حال سے کہنے والے کوئی گواہ حضور کو نظر نہ آئے

چنانچہ صفحہ ۱۹ میں رقمطراز ہیں "یاد رکھیے کہ ترک نہتے نہ تھے بلکہ مسلح تھے اور انکے قلعہ میں سامان تھوڑا بہت موجود تھا پھر بھی کسیکو بھی نقصان نہ پہنچا

کہ جیسے مجہول روایت بھی بیان کی ہو کہ شہر کی آبادی پر ترکوں نے گولہ باری کی شہر کی آبادی میں کوئی مقام بھی ایسا نظر نہیں آتا جو ترکوں کے گولہ باری کی شہادت دے البتہ صرف باغی شریف کے محل پر ترکوں نے گولہ باری کی اور وہ بھی مدافعانہ طریقہ پر غرض شہر کے کسی مکان پر گولہ باری کا اثر نہیں ہے اور جو شریف صاحب کے مکان پر گولہ باری بیان کیجاتی ہے وہ گولے غالبًا مٹی کے تھے کہ پتھر کے مکانات پر اثر نہ کر سکے لیکن ان سب بیانات کو فراموش کر کے جناب شاہ صاحب صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں کہ:-

مہاجرین و حق پرست نفوس نے اپنی عینی شہادتیں پیش کی ہیں کہ بلد الامین پر گولہ باری انگریز کے حکام کے سرکردگی میں ہوئی اُن کے بے لوث بیانات پر کچھ بھی وجہ شک وشبہہ کی نہیں معلوم ہوتی۔

دیکھا؟ اپنے آنکھوں کے مشاہدات پر مہاجرین اور حق پرست نفوس کے بیان کو ترجیح دیجاتی ہے۔ میرے دانست میں شاہ صاحب کا کل غصہ اس بات پر ہے کہ "برطانوی وزارت کو انکار بھی نہیں ہی کہ اُسنے شاہ حجاز کی حکومت قائم کرانے میں رہنمائی نہ کی ہو۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ برطانیہ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے اعلانات کے خلاف بلا اطلاع پیروان اسلام کے اُسنے حجاز میں اپنی فوجی قوت پہونچائی جس سے اُسکے حلیف شریف حسین کو فتح رہی اور ترک سپاہیوں کو ہزیمت ہو۔

بس جو کچھ بنائے فساد ہے یہی کہ شریف حسین ایک اولاد رسول کو خلاف نظائر قدیمہ فتح کیوں ہوئی اور رسول کی حدیث کہ ہمارے خلیفہ کل قریش سے ہونگے کیوں سچی اوتری۔

اسکے بعد آپ رسول کو مخاطب فرما کر وہ کلمات ارشاد فرماتے ہیں جو تاریخ داں کا دل ہلا دے۔ آپ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کیا یہ قیامت کا

مقدمۃ الآثار ہے کیا وہ ساعت آنے والی آگئی کہ جب قبروں کے آسودگان خواب نیند سے چونکیں کیا اس دین کے نام لیواؤں کے ساتھ یہی سلوک روا ہو سکتا تھا جسنے تمام انبیا کی عظمت وعزت اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان عقیدت کو لوازم ایمانات سے قرار دیا۔ کیا مسلمان حضرت روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت وحرمت کرنے میں کسی سے کم تھی جو ان پر ایسی کھلی کھلی بدعت جائز رکھی کیا ہم ہی نے نبی معصوم کو صلیب پر معلق کیا تھا۔ جس کا انتقام آج ہم سے لیا جا رہا ہے"۔

افسوس آپ کے روحانی گوش بند تھے ورنہ رسول کریم کا جواب ضرور سنتے اور غالباً کچھ ایسا ہی جواب ہوتا کہ جناب شاہ صاحب خموش ہو جیئے اللہ و نبی کی عظمت وحرمت یا محبت مثل والدین اور زن و فرزند کے نہیں ہی اُن کی محبت یہ ہے کہ اُن کی اطاعت کیجیئے اور اُن کے حکم کو مانیئے۔ قرآن اور کتابہائے آسمانی کی عظمت اور اعتقاد کے یہ معنے نہیں ہیں کہ زبانی اعتقاد کیجیئے اور احکام کو پس پشت ڈالدیجیئے۔ دیکھیئے بت پرستی کیوں بُری کہی جاتی ہی اسلیئے کہ انسان نے ایک پتلا بنالیا جو خود بول نہیں سکتا۔ نیک کی ہدایت اور بدی کی ممالغت نہیں کر سکتا۔ انسان اوسکو پوجتے ہیں اور وہم کرتے ہیں کہ جو کچھ بھی وہ کرینگے وہ سب معاف اور بت اُن کی بخشش کرا دینگے اسی طرح سے کتب آسمانی کا نام لینا یا نبیوں کا نام گننا اونکے احکامات سے چشم پوشی کرنا ہی پس ملاحظہ فرمایئے کہ اور نبیوں کو تو آپ نے دیکھا نہیں اور نہ اُنکے احکام آپکو معلوم ہیں لیکن رسولخدا کے احکام کا کیا احترام رسول اللہ فرماتے ہیں:۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض۔

اسکی تصدیق کلام پاک نے بھی کی ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ لیکن آپ نے اس حکم خدا و رسول کی کیا تعمیل کی؟

کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ ایک اولاد رسول بھی اپنی موت سے مری ہو۔ گیارہ پشت تک یکے بعد دیگرے سب شہید زہر یا تیغ ہوئے اور کسی مسلمان نے اُف تک نہ کی حرم رسول کے پہلو میں اون کی عترت محترمہ کے دروازہ پر آگ لکڑی مکان کو جلا دینے کے لیے جمع کی گئی۔ خانہ کعبہ میں محمد حنفیہ قید کیے گئے اور اُن کو جلانے کے لیے لکڑی جمع کی گئی۔ حضرت فاطمہ بنت الحسین اپنے مکان سے دن دوپہر نکالی گئیں۔ اوسپر کسی مکی و مدنی کو جوش نہ آیا اور کسی نے خانہ کعبہ کی حرمت کا خیال نہ کیا۔ قرآن کی ہتک خانہ کعبہ کی تحقیر کر کے اور رسول کے قرابت مند و نسبی ترک رفاقت کرنیکے بعد بھی آپ کس منھ سے ایسا سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے کیا کیا ہاں آپ نے نبی معصوم کو صلیب پر معلق نہیں کیا اسلیے کہ آپ اوسوقت موجود نہ تھے اور جنھوں نے ایسا کیا وہ آج تک آوارہ وطن ہیں ساری دنیا میں کہیں ایک وجب زمین نہیں ہے جسکو وہ اپنا گھر کہیں۔ حرم رسول میں حضرت فاطمہ رض کے دروازہ پر لکڑی جمع کر کے آگ لگا دینے کی دھمکی کچھ اوس سے کم نہ تھی۔ معاملہ کربلا میں حسین ؑ اور اُن کے رفقا و عزیز کا ایک ایک فرد حضرت عیسیٰ سے کم نہ تھی اور اُنکا سر نیزہ پر بلند کرنا صلیب پر معلق کرنے سے کم نہ تھا جن لوگوں نے ایسا کیا اور جن لوگوں نے اُن ظالموں سے ترک موالات اور اُن کے امر سے اپنی برات نہ کی بہت ممکن ہے کہ وہ سب اوسی عذاب میں مبتلا ہوں جس عذاب میں یہود بوجہ اپنی نافرمانی کے مبتلا ہیں۔ دیکھیے صفحہ ۴۴ میں آپ قرآن کے آیات کو کسطرح غلط موقع اور محل پر استعمال کر کے ثقلین کے دوسرے جز کا خون فرما رہے ہیں

آپ سورہ آل عمران رکوع ۳ کے آیہ کریمہ کو نقل کرتے ہیں لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین و من یفعل ذلک فلیس من اللہ شیئ یہاں نہ آیہ ختم ہوا ہے نہ اوسکے معنی پورے ہوتے ہیں۔ بقیہ ٹکڑہ یہ ہے الا ان تتقوا منھم تقٰۃً و یحذرکم اللہ نفسہ یعنی مومن کو چھوڑ کر مومن کافر کو دوست نہیں بناتے اور جو ایسا کریگا تو اوس سے اور خدا سے

کوئی سرو کار نہیں مگر کسیطرح ان کے شر سے بچانا چاہو اور خدا تمکو اپنی ہی سے ڈراتا ہی۔ اب خیال فرمایئے کہ آپ صفحہ ۳۷ میں لکھتے ہیں کہ " برطانوی جنگی جہازنی جدہ کے عثمانی خندقوں پر بیدردی سے گولہ باری شروع کی جس سے شہر کے کچھ مکانات بھی پامال ہو گئے۔ تمام شہر کو خاکستر کرنے کی دھمکی دی گئی ترکی افواج نے جدہ کو ۱۹۱۶ء میں حوالہ کر دیا " اب اسکے بعد اہل عرب کو جنھوں نے صدیوں اپنے کو سلطان روم کی حفاظت میں چھوڑ دیا تھا کیا چارہ تھا سوا اسکے کہ دشمن قوی سے مصالحت کریں ایسی حالت میں عوض اسکے کہ انکا فعل قرآن کے خلاف کہا جائے بالکل اوسکی تعلیم کے مطابق ہوا ہے اور اگر اسکو نہ مانیئے تو حضور کو بتلانا ہوگا کہ جب سلطان روم نے برطانیہ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا اور پھر اسکو نکس کر کی جرمن کے ساتھ دوستی کر کے برطانیہ سے لڑ پڑے تو انکا فعل کیسا تھا اور کس آیہ کے حکم میں آئے گا۔ برطانیہ کا ساتھ دے کر اگر شریف سید حسین زچ ہو رہے ہیں تو جرمن کا ساتھ دیکر سلطان روم یکدم مات ہو گئے۔ لہذا سلطنت کی ہار اور جیت کا کسی کو طعنہ دینا مناسب نہیں ہی۔ ہر انسان اپنے سمجھ کے موافق کوشش کرتا ہی کسی کی کوشش کارگر ہوتی ہے اور کوئی ناکام رہتا ہے۔ اسکے بعد شاہ صاحب دوسری آیت کی تلاوت فرما رہے ہیں سورہ مائدہ رکوع ۸۔ یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ یعنی مسلمانو یہود اور نصاری کو دوست نہ بناؤ یہ لوگ تمہارے مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے کوئی ان کو دوست بنائے گا تو بیشک وہ بھی انہیں میں کا ہی اسکے بعد پھر تیسری آیۃ ولن ترضی عنک الیھود والنصاری حتی تتبع ملتھم کی تلاوت کی ہے یعنی یہود اور نصاری تم سے کبھی راضی نہ ہونگی جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔ ان دونوں آیتوں کا کوئی موقع

اسوقت یا اس معاملہ میں نہیں ہے اندنوں یہود و نصاریٰ آپس میں مسلمانونکے
مخالفت کے لیئے دوستی نہیں کرتے اور نہ نصاریٰ ہم سے اپنے دین کی پیروی
چاہتے ہیں بلکہ اپنے ماتحت رعایا کو اونکے دین پر اپنے شریعت کے مطابق میراث
نکاح۔ طلاق وغیرہ کی پابندی کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ نصاریٰ ہی ہیں جنکی وجہ سے
ہم اذان کہہ سکتے ہیں مسجدیں قائم ہیں قربانی کرسکتے ہیں اور اپنے مذہب کو
بے روک ٹوک برت سکتے ہیں۔ اگرچہ قرآن ہمیشہ کے لیئے آیا ہے لیکن سیاق
عبارت و معنی ظاہر کردیگا کہ وہ کس زمانہ اور کس موقع کے لیئے آیا ہے۔ آغاز
اسلام میں یہود و نصاریٰ دونوں مخالف اسلام تھے اور اس مخالفت و عداوت
میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے تھے چونکہ مسلمان کمزور تھے اور یہود و نصاریٰ
ہی کی گروہ سے نکلے تھے اون کی خواہش رہا کرتی تھی کہ اسلام کے قبل کا میل جول
قائم رہتا اس خیال کے تنبیہ کے لیئے یہ دونوں آیتیں ہیں لیکن جب اسلام قوی
ہوا اور اُن سے برابر کی جنگ و صلح کرنے پر قادر ہوگیا تو دوسرا حکم آیا۔
سورہ انفال رکوع ۸۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل علی اللہ
یعنی اگر کفار صلح کے طرف مائل ہوں تو تم بھی اوسی طرح مائل ہو جاؤ اور اللہ پر
بھروسہ رکھو۔ اسی پر خداوند عالم نے اکتفا نہ کیا بلکہ ایسے لوگوں سی جنگ کرنے
کی صریح ممانعت کی ہے چنانچہ سورہ نسار کوع ۱۲ میں فرماتا ہے۔ فَاِنِ
اعتزلوکم فلم تقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ
لکم علیہم سبیلا یعنی اگر وہ تم سے کنارہ کشی کریں اور تم سے نہ لڑیں اور
تمھارے پاس صلح کا پیغام دیں تو پھر خدا تم کو اُنپر حملہ کرنے کی یا لڑنیکی اجازت
نہیں دیتا اور پھر جب صلح ہوگئی تو اوسکے بعد اوسپر قائم رہنے کی تاکید کا قبل
میں ذکر کرچکا ہوں۔ اب جبکہ سلطان روم نے صلح کرلی ہے تو
آپ کس بنیاد پر قوم کو ہیجان میں لانا چاہتے ہیں اور کسکے
حکم سے فساد پر آمادہ ہیں فساد کی جو مذمت قرآن پاک میں ہے اوسکو بھلانا

نہیں چاہیئے خصوصاً جبکہ ایسے فساد کا منشا وہ قوم ہو جسکی تعریف خداوند دوجہان مالک ارض وسماں اپنے کلام بلاغت نظام میں اسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ سورہ مائدہ رکوع ۱۱۔ و لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا و لتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصارٰی۔ یعنی اے رسول تم مسلمانونکا سب سے بڑھکر دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤگے اور ایمانداروں کا دوست سب سے بڑھکر اوس کو پاؤگے جو اپنے کو نصارٰی کہتے ہیں۔ **سنا** آپ نے اس آیہ کی تاویل بعض یوں کرتے ہیں کہ اسوقت کے نصارٰی نصارٰی نہیں ہیں خداوند عالم کو معلوم تھا کہ ایسی رکیک تاویل کرکے اوسکے کلام پاک کی رد کیجائے گی اسلیئے یہ نہیں کہا کہ جو نصارٰی ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ جو اپنے کو نصارٰی کہتے ہیں۔ کون دنیا میں اس سے انکار کرسکتا ہے کہ یہ لوگ نصارٰی کہلاتے ہیں لہذا اس آیہ کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی بلکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نصاری کے مخالفت میں **کفار** کی دوستی سرپرستی اور رہنمائی کس آیہ کریمہ کے مطابق اختیار کی گئی ہے جو آیہ کریمہ کی مطابق مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔ دیکھیئے؟ کفار کے ساتھ دوستی کرنے میں آپ کو کون کون پھل ملا ہے۔ اول پنجاب کے **مسلمانونکو** ہجرت کی ترغیب دلاکر اونکا مال ومتاع کوڑیونکے مول کفار کے ہاتھ بکوادیا اسکول اور کالج کے توڑنے کی ترغیب دیکر علیگڈھ کالج تڑوادیا حالانکہ خود اون کو اپنے کالج اور درسگاہوں میں کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ شورش کرکے بمبئی میں فساد کرادیا اور بعد کو مسلمانونکو ملزم قرار دیا۔ قربانی بند کرنے کی چاروں طرف تجویزیں پیش ہیں۔ یہ وہ امور ہیں جنکی تحریک لیڈرونکے طرف سے ہے۔ میں واقعات شاہ آباد اور کرتارپور وغیرہ جسمیں مسلمان گھر سے بدر کیئے گئے ہیں اُن کی عورتیں بے عزت کی گئیں خود قتل ہوئے اور اونکا مال لوٹا گیا مسجد اور قرآن کی بے حرمتی ہوئی نظرانداز کرتا ہوں اسلیئے کہ اون کی تاویل ہوسکتی ہے کہ یہ جاہلونکا کام تھا لیڈر اس میں بے قصور ہیں **غرض فہرست**

بالاصاف بتا رہی ہے کہ قرآن کا حکم کہ مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں بہت صحیح ہے پھر اُن کے بارہ میں جو حکم ہے سُن لیجیے۔ یاایھاالذین آمنوا لاتتخذو الذین اتخذوا دینکم ھزوا و لعبًا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء یعنی اے مسلمانو جن لوگوں (یعنی یہود و نصاریٰ) کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے ان میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے اون کو اور کفار کو اپنا سرپرست مت بناؤ۔ اپنے مشاہدات پر نظر انصاف سے غور کیجیے اور دیکھیے کہ یہ صفت کس پر صادق آتی ہے کسنے ہمارے دینی امور کو روکنے کی اور بند کرنے کی کوشش کی ہی کون مجھکو اپنی شریعت کے امور کو معطل کرنے کو کہتا ہے۔ اذان کہنے کو کون روکتا ہی اور کون مخالفت کرتا ہے اخبارات دیکھیے۔

آپ انما المشرکون نجس فلا تقربوا المسجد الحرام (یعنی مشرک تو نرے گندے ہیں۔ مسجد الحرام کے حد میں نہ پھٹکنے پاویں) کی تلاوت فرماکر شریف حسین پر نصاریٰ کو مسجد حرام میں لیجانے کا الزام دیتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل ہی غلط ہے کہ کوئی مشرک کعبہ یا حرم رسول کے قریب گیا ہو ہاں یہ البتہ ہوا ہے کہ مسجد کے ممبروں پر چڑھا کر کفار اور مشرک سے وعظ کرایا گیا ہی۔ تلک کا بت مسجدوں میں رکھکر غم کیا گیا ہے مسلمانوں نے سر میں چندن ٹیکا لگایا ہی افسوس دیکھیے **خلافت** کے بگڑنے کا غم اور اوسکے ملنے کی ہوس مسلمانوں کو کہاں سے کہاں لیجاتی ہے۔ **قرآن** کی اسطرح مخالفت ہے کہ عام مشرکین کو نجس کہا ہے لیکن اُن سے میل جول اُنکا کھانا پانی سب حلال اور طیب و طاہر تبلایا جاتا ہے اور جو لوگ ان سی کچھ پرہیز بھی کرتے تھے وہ اس بلجل میں آیہ کی مخالفت پر تل گئے ہیں لیکن جنکے کھانا پانی حلال ہونیکی صریحی آیت موجود ہے اُن سے پرہیز کیا جاتا ہے خداوند عالم فرماتا ہی الیوم احل لکم الطیبات و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لھم

یعنی آج سے صاف ستھری چیزیں تمپر حلال ہوگئیں اور انکا کھانا جنکو کتاب دی گئی تمپر حلال ہے اور تمھارا کھانا اُنپر حلال ہے۔ اسلیئے صاف ظاہر ہی کہ وہ مشرک جنکے کھانے کی اجازت مسلمانوں کو نہیں ہے اونھیں کو مسجد میں جانے کی بھی ممانعت ہے ورنہ اگر اہل کتاب کو نجس کہا جاتا تو اونکے ساتھ کھانے پینے کی اجازت نہ ہوتی پھر شاہ صاحب آیہ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدین فیھا (یعنی جو مسلم کو دیدہ و دانستہ مار ڈالے اوسکی سزا دوزخ ہی جس میں وہ ہمیشہ رہے گا) کی تلاوت فرماکر شریف سید حسین کو ملزم قرار دیتے ہیں کہ سلطان روم کے ساتھ جنگ کرکی کتنے مسلمانوں کا خون کرایا لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جنگ جمل اور صفین میں کون اس آیہ کے تحت میں تھا۔ شریف صاحب کا مذہب اور فعل اونکو وہیں لیجائے گا جہاں اول صدی کے مسلمان جنگ کرنیوالوں کی گردہ جائے گی۔ اگر آپ نے شریف سید حسین کے نسب سے انکار کیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ معرکہ کربلا میں بھی نسب سے انکار کیا گیا تھا۔ یہ پرانی عادت ہے۔ باقی ومن حمل علینا السلاح فلیس منا اور ملعون من ضر مومنا او مکر بہ کا وہی جواب ہی کہ فاطمہ رض کے گھر پر لکڑی لیجا کر جلا دینے کی دھمکی دینے والے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغاوت کرنیوالے اور اُنپر ہتھیار اُٹھانے والے کے بارہ میں جو حضور کا جواب ہوگا۔ کم سے کم وہی جواب شریف سید حسین کا ہو سکتا ہے لیکن واقعی جواب اُنکا یہی ہوگا کہ مطابق حدیث رسول قریش کے سوا دوسرا خلیفہ حضرت کا نہیں ہو سکتا اسلیئے اگر قریش بلکہ غیر عرب کو باہر کرکے اپنی ملکی امارت عرب کے لیئے حاصل کر دی ہے تو اوس ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں جو رسول خدا اور

اونکے اصحاب کو فتح مکّہ میں حاصل ہوا تھا اسلیئے کہ ظالم کفار اور
ظالم مسلم میں شریعت نے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ باقی اور جو نقلیں اور
حکایات شریف صاحب کے لیئے ارشاد ہوئی ہیں اگر اوّل صدی کے
جنگ کرنے والوں کے نام کے ساتھ اون خطابات کو آپ استعمال کریں تو
میں البتہ جانوں کہ قرآن اور حدیث پر آپ کا اعتقاد ہے ورنہ جب اپنے
منشا کے مطابق حدیث اور قرآن کی آیت پڑھے تو اُن کو سب کے سامنے
اوچھالنا اور اُسکا بار بار تذکرہ کرنا اور جب اپنے خلاف پڑے تو کف
لسان کا حکم لگانا۔ خطاء اجتہادی کہنا دلیل کمزوری ایمان کی ہی
اور خدا ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔ آخر الکلام حاجیونکو آپکی رائے
ہیں کہ وہ حج کو نہ جائیں عرب میں خطرات ہیں اور حکومت ہند کو مشورہ
دیتے ہیں کہ اعلان کردیویں کہ عرب امن پذیر نہیں ہے وہاں حجاج نجائیں
لیکن باوجود اس مشورہ کے امسال ساٹھ ہزار سے زائد حاجی تھے
جن میں سے قریب چالیس ہزار صرف جاوی تھے باقی بیس ہزار میں ہندی
مسلمان دس ہزار اور ایرانی پانچ ہزار۔ عرب کے اطراف یمن۔ عدن
سوڈان زنگبار وغیرہ کے لوگ تھے۔ اگر آپ کے مشورہ کی شنوائی ہو سکتی
ہے تو صرف دس ہزار ہندی حجاج کو باقی پچاس ہزار کو کون روک سکتا ہی
لیکن اگر یہ سب درد دل آپ کا راستی اور خلوص سے حجاج کے تکلیف
کے لیئے ہے اور سلطان روم کی جنبہ داری میں نہیں ہی تو آپ نے سلطان
روم کے عہد حکومت میں کیوں ایسی تحریک پیش نہ کی۔ چالیس برس کا زمانہ
ہوا کہ میرے والد و چچا مرحوم وغیرہ حج کو تشریف لے گئے تو اونکے قافلہ
پر گولی چلی اور لوٹا گیا۔ ۱۸ برس کا زمانہ ہوا کہ میرے اور اعزہ حج کے لیئے
تشریف لے گئے اور وہ لوگ راستہ کی بدامنی ویسی ہی ظاہر کرتے ہیں جو

اندنوں دیکھنے میں آتی ہیں سعدیہ جو اہل یمن کا میقات ہی اُسکا راستہ بیس برس زائد سے بند ہے اور رسول خدا کی مقرر کردہ میقات معطل ہو رہی ہے غرض جو بھی خرابیاں اور تکلیفیں ہیں وہ عرب اور بدوؤں کی عادت کے مطابق ہے کوئی نئی بات شریف سید حسین کے وجہ سے نہیں ہوئی ہے۔ باقی رہا اُن وحشیوں کا رام کرنا اور اُن کو حجاج کا قدر شناس بنانا کوئی ایک روز یا ایک سال کا کام نہیں ہی اسکے واسطے عمر اور موقع چاہیئے تب کوئی سلطنت یا حاکم اپنی رعایا کو مہذب بنا سکتا ہی وبس۔

دوران جنگ میں جو کسی پر مصیبت پڑ گئی تو کوئی شکایت کی بات نہیں ہے یہ ہوا ہی کرتا ہے جیسا کہ قرآن پاک سورۂ نمل رکوع ۳ میں ہی ان الملوك اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلك یفعلون (یعنی جب بادشاہ کسی بستی میں (بزور) داخل ہوتے ہیں تو اُسکو اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ (یعنی حضرت سلیمان کے لشکر) ایسا ہی کرینگے۔ لیکن چونکہ شریف سید حسین خود عرب کے باشندہ ہیں اور اپنے غیر کو جو اُنپر صدیاں بجبر حاکم تھا باہر کرنے کی کوشش کیا تو اس سے اہل عرب کو صدمہ نہیں پہونچ سکتا لیکن رومیوں کو جن کی سلطنت چھن گئی البتہ صدمہ ہوا ہوگا اور یہ جنگ کی فطرتی حالت ہے۔ ہاں اگر شکایت ہو سکتی ہی تو اسکی کہ جنگ کیوں ہوئی اور حق کسکے طرف تھا۔ اگر سلطان روم کی حکومت حق ہوتی اور عرب کے لیئے بہی خواہ تو عرب کبھی شریف سید حسین کا ساتھ نہ دیتے۔ اور شریف سید حسین بھی اُن سے آزادی کے خواہاں نہ ہوتے اسلیئے کہ ایک بڑی حکومت کے ہمراہ رہنے میں بیرونی دشمنوں سے پوری حفاظت رہتی ہے دوسرے اندرونی انتظام کیلیئے جو روم سے امداد آتی تھی

اوسکے بند ہو جانے سے شریف صاحب کے خزانہ میں کمی محسوس ہو رہی ہی اور بغیر امداد نقدی کسی دوسرے جگہ سے حجاز کی سلطنت کا چلانا نہایت دشوار ہے لہذا سلطنت روم سے علیحدگی اختیار کرنے میں شریف حسین کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہے اور یہ نقصان اختیار کرنا یا تو دینی ہمدردی سے ہو سکتا ہی یا ملک کی بھلائی کے لیئے جس سے کہ فلاح دارین حاصل ہو۔ دنیا کو دیکھیئے کہ اسٹریلیا۔ نوزیلینڈ۔ کنڈا۔ جنوبی افریقہ وغیرہ باوجود قدرت کامل رکھنے کے انگلستان سے علیحدگی اختیار نہیں کرتی اسلیئے کہ بیرونی دشمنوں سے حفاظت اور دوسرے فوائد وہ برای العین دیکھتے ہیں جو علیحدگی کے بعد فوت ہو جائے گی۔

ہمارے شاہ صاحب کسقدر تعصب سے بھرے ہوئے ہیں کہ راست و دروغ میں فرق نہیں کرتے۔ خود صفحہ ۲۸ میں رقمطراز ہیں کہ "تین یوروپین نصرانیوں کو مدینہ منورہ میں مصری لباس میں لے گئے۔ جب مدینہ منورہ میں نصرانی بغیر بھیس بدلکے نہیں جا سکتے تو مکہ معظمہ میں کیونکر بر ملا بیٹھکر کوئی نصرانی ولایتی شراب بیچ سکتا ہے۔ ذرا سا غور فرماتے تو شاہ صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ نصرانی نہ مدینہ منورہ۔ نہ مکہ معظمہ میں جا سکتا ہے۔ کوئی کاروبار وہاں کرنا کیسا۔ باقی یہ امر کہ مکہ معظمہ میں شراب بکتی ہے یا نہیں۔ اسکا جواب قطعی ایجاب وانکار سے مشکل ہے۔ لہذا میں کل واقعات پیش کش ناظرین کیئے دیتا ہوں۔

میں نے اکثر شربت کی دو کانو نپر شربت پیا ہی اور اُن دوکانداروں سے گفتگو کی ہے۔ پہلے تو کچھ معلوم نہ ہوا لیکن ایک روز کچھ بوسی معلوم ہوئی تو دریافت سے ظاہر ہوا کہ **نبیذ** ہے جسکو حاوی لوگ بکثرت پیتے ہیں۔ میں نے اسپر شراب ہونیکا اعتراض کیا تو کہدیا گیا

کہ جائز ہے امام اعظم **ابو حنیفہ** نے جائز کیا ہے۔ طول قیام کے وجہ سے جب کچھ عرب سے زیادہ انس ہو گیا تو اُن سے اسکے بارے میں ردو کد ہوئی۔ جسکا نتیجہ آخر ایک روز یہ ہوا کہ ایک شخص نے کہدیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم رافضی ہو اسلیئے نبیذ پر اعتراض کرتے ہو ایک نبیذ فروش سے پوچھا کہ اسمیں نشہ ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ ہنسکر کہنے لگا کہ خود آزما کر دیکھو اور اوسکے ظرف کا منھ ایک برتن سے بند کر دیا۔ یہ سب دوکاندار مسلمان ہیں اور آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہیں۔ اگر نبیذ فروشی کا الزام شریف سید حسین کے سر تھوپا جاتا ہے تو **بغداد شریف** میں جہاں صرف نبیذ ہی نہیں بلکہ عام شراب بکثرت بکتی اور استعمال کیجاتی ہے اوسکا کون ذمہ وار ہے۔ وہاں تو بیچارہ شریف ابھی نہیں گیا ہی۔ یہ حضرت امام اعظم کے **فتوا ے کا نتیجہ ہے** کہ مکہ معظمہ میں نبیذ بکتی ہی اور جہاں خود اُنکا مزار شریف ہے وہاں ہر طرح کی شراب بکتی ہے صد ہا میں یہ مہمل اور لغو اتہام دیکھکر کہ **کفار و فجار حرم کعبہ میں بدمستی کے حالت میں بوٹ جوتوں سمیت سگریٹ پیتے ہوئے شان فاتحانہ دیکھا رہے تھے !!** ہمکو قرآن پاک کی آیت یاد پڑتی ہے۔ سورہ مائدہ رکوع ۱۰۔ قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق یعنی کہدو اے رسول کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں بیجا غلو نہ کرو یعنی ناحق زیادتی نہ کرو) پہلے شاہ صاحب نے فرمایا کہ تین نصارا ی کو مصری بھیس میں مدینہ منورہ میں بلایا۔ اوسکے بعد فرمایا کہ مکہ معظمہ کے بازار میں ایک نصرانی برملا شراب کی دوکان رکھتا ہے۔ آخر میں اسقدر اپنے وہم میں گرفتار ہو جاتی ہیں کہ ادیر کا کلمہ زبان پر لاتے ہیں۔ ایسی بے ادبی ادسی روز ہو سکتی ہے

جس روز مسلمان کا نام بھی روئے زمین پر باقی نہ رہے ورنہ کہاں ایسی بے ادبی اور کہاں خانہ کعبہ۔ دیکھیئے دین میں غلو انسان کو کہاں سے کہاں لیجاتا ہے اسی لیئے اللہ پاک نے اسکی ممانعت فرمائی ہے۔ عرب ہمہ وقت سگریٹ اور قہوہ اور چائے پیا کرتے ہیں۔ کوئی وقت خواہ مجمع میں ہوں خواہ تنہا وہ سگریٹ سے خالی نہیں رہتے لیکن جہانتک مجھکو یاد آتا ہے کبھی کسی کو حرم کعبہ میں سگریٹ پیتے نہیں دیکھا ہے۔ جب مسلمان جو خود بیحد عادی ہیں بیت اللہ میں سگریٹ سے پرہیز کرتے ہیں تو دوسرے کو کب وہاں اوسکے پینے کا موقع دینگے۔ کوئی حاجی جوتہ پہنکر حرم کے اندر نہیں جاتا لیکن وہاں کے خدام جوتہ یا سلیپر استعمال کرتے ہیں اوسکی وجہ یہ ہے کہ خانہ کعبہ مراد اُس کوٹھری سے ہے جسکو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل نے بنایا تھا اور جسکی تجدید رسولخدا نے فرمائی۔ اِس کوٹھری کے چاروںطرف سنگ مرمر کا فرش ہے جو قریب قریب ۲۵-۳۰ ہاتھ خانہ کعبہ کے دیوار سے چوڑائی رکھتا ہے اس فرش کے بعد چاروںطرف کنکر کا فرش ہے بعدہٗ مسجد الحرام کا سقفی احاطہ ہے اوس احاطہ سے خانہ کعبہ کے سنگ مرمر کے صحن تک جانے کے لیئے چاروںطرف راستے پتھر کے بنا دیئے گئے ہیں چونکہ مسجد حرام کے اوپر چھت ہے۔ یہاں آفتاب کی شعاع سے کچھ تکلیف نہیں ہوتی لیکن یہاں سے صحن تک جو راستہ بنا ہوا ہے اور خود صحن بالکل زیر آسمان ہے اور وہ حرارت آفتاب سے اس طور سے گرم ہوجاتا ہے کہ دس گیارہ بجے کے بعد شام تک اسپر چلنا دشوار ہوجاتا ہے۔ حجاج تو کسی طور سے گئے اور چلے آئے لیکن خدام حرم جو قوم کے حبشی ہیں اور حجاج کی حفاظت اور آپس میں جو کشمکش اور دھکا ہوتا ہے اوسکے روکنے کے لیئے ہمہ وقت صحن کعبہ میں رہتی ہیں

اونکے لیئے محال ہے کہ وہاں ننگے پاؤں قیام کریں لہذا وہ خاص جوتہ یا سلیپر رکھتے ہیں جسکو وہ کعبہ سے باہر استعمال نہیں کرتے اوسکو وہ پہنکر کعبہ کے صحن میں رہتے ہیں اور حجاج کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر شاہ صاحب کو یہ حبشی خواجہ سرا خدام جنکے سفیدی لباس اونکے سیاہ رنگ کو اور چمکا دیتی ہے مثل کفار و فجار حرم کعبہ میں بدمعست حالت میں نظر آئے ہوں تو حضور کے نظر کا قصور ہے اور واقعی ہے بھی کہ تعصب انسان کو بہرا اندھا کر دیتا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ الغرض شاہ صاحب نے شریف سید حسین کی مخالفت کر کی رسولخدا کے عترت سے بیمروتی کی ہے اور اس بے مروتی میں قرآن کے آیت کی مخالفت کر کے کتاب خدا سے بھی انحراف کیا ہے لہذا خون حرمین کے مضامین کے ذریعہ سے بالکل **خون ثقلین** کے مرتکب ہوئے ہیں اور میں دست بدعا ہوں کہ خداوند عالم ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے اور ہر مسلمان کو اسکی توفیق دے کہ رسولخدا کی عترت کی ساتھ سلوک نیک کرے اور کتاب اللہ کی اطاعت کر کے صلاح و فلاح دارین حاصل کرے آمین ثم آمین۔

اس ذیل مین یہ بھی لکھتے ہین مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تسخیر مکہ کے بعد ترکی خاتونوں کو برہنہ اونٹوں پر سوار کر کے جدہ روانہ کیا گیا۔ اور اگر کسی نے اونکی حالت کو دیکھکر کوئی کپڑہ وغیرہ اونپر ڈال دیا تو اُس سے بعد میں باز پرس کی گئی۔ صث ۵۹

اسکے جواب میں ہم واقعہ کربلا کو نہیں پیش کرتے جسکے جاننے والے لاکھوں مسلمان ہیں۔ بلکہ واقعات کرخ کا ذکر کرتے ہین۔

سنہ ۴۴۳ھ میں شہر بغداد کے محلہ کرخ میں شیعوں نے ایک جدید تعمیر کے برجوں پر طلائی حرفوں میں یہ جملہ لکھا "محمد و علی خیر البشر" اس پر سنی بہت بگڑے اور فساد برپا کیا۔ سنیوں نے دریائے دجلہ کا پانی محلہ کرخ میں جانا بند کر دیا اور مشہد امام کاظمین پر چڑھائی کر کے روضوں کو مسمار کر دیا اور ضریحوں میں آگ لگا دی۔ قبریں کھود ڈالیں۔ مگر بلبیہ کی کثرت سے لاشیں نہ نکال سکے۔ شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ بھاگ کر جزائر کی طرف چلے گئے تھے اونکے کتب خانہ اور گھر میں آگ لگا دی (تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۹۹ و تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۹۹)

سنہ ۶۵۰ھ میں مستعصم خلیفہ عباسی سنی نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ محلہ کرخ کو مسمار کر ڈالیں اور شیعوں کو غلام بنا ڈالیں (تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۱۰۸) اس حکم پر تمام کرخ کو لوٹ لیا اور شیعوں کی بیویوں کو پکڑ کر اونکے خاوندوں کے سامنے اُن سے زنا کیا۔ اور بہت سے سادات کو گرفتار کر کے نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ قید کیا۔ اس بات پر وزیر مویدالدین علقمی شیعی کو کمال صدمہ ہوا۔ اس نے مغلوں کو بغداد کی طرف بلا لیا اور خلیفہ عباسی کی فوج کو شکست دیکر تمام علماء امراء اور اعیانِ سلطنت کو قتل کیا۔ بغداد میں چالیس روز تک تاتاریوں کی تلواروں نے خون کے دریا بہا دیئے۔ کئی لاکھ آدمی قتل ہوئے خلیفہ بغداد کو لاتیں مار مار کر مار ڈالا گیا۔ (ابو الفدا جلد ۳ صفحہ ۱۹۳۔ تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۲۵)۔

تمت بالخیر

تصحیح نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۲	نگاہون	ہنگامون
۲	۹	نظرون	نظیرون
۶	۲	ازجدہ	ازجدّہ تاکہ
۸	۱۳	الجیکاس	الجیکارس
۱۰	۹	آیئے	آئے
۱۲	۱۳	بلکہ اس لئے	اس لیئے
۱۴	۸ - ۹	لیکن ہمنے	ہمنے
۱۵	۱۱	قرابتمندی	قرابت مند
۱۵	۱۲	کرلینگے	کرینگے
۱۷	۲۳	بہی	یہی
۱۸	۱۴	فانفی واثبات	فانفی واُثباتِ
۱۹	۱۵	اونکے	اونکو
۲۵	۲۱	کماذابلک	کماخواب
۲۷	۱۷	محمدبن حنفیہ	محمدسنفیہ
۲۹	۷	ورنہ	اورنہ
۳۳	۱۶	قریب	قریب قریب
۳۵	۱۹	احترام	احترام کیا
۴۲	۶	بڑہے	بڑے
۴۲	۷	بڑہے	بڑے

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

مناظرہ مجدیہ حصہ دوم محویہ کے بارہ مین وہ لاجواب کتاب ہے جسکا نظیر ملنا مشکل ہے جلد اول نہین ہے — عا

تنقید بخاری حصہ اول حصہ سوم حصہ چہارم — عا
اس کتاب مین صحیح بخاری کے ایک ایک لفظ کی تنقید کیجاتی ہے پہلے اصل عبارت لکھی جاتی ہے پھر ترجمہ اسکے بعد تنقید کی جاتی ہے

حد السارق جلد سوم جلد چہارم تحریف قرآن کے مسئلہ کو جیسا اسنے صاف کیا ہے کسی سے نہو سکا۔ عہ

تقدیس القرآن حصہ دوم و سوم آریون کے جواب مین نہایت لاجواب ہے — عہ

القول الکریم دربارہ تحریف قرآن نہایت ہی لاجواب کتاب ہے اور مختصر — عہ

کشف الظلمات بجواب آیات بینات حصہ اول — ۸/
حصہ دوم عہ حصہ سوم عا حصہ چہارم عا قیمت مجموعی ہر چہار جلد — صر

امرائے شیعہ ہر دو حصہ عہ جسمین ان سلاطین شیعہ کے حالات ہین جنہون نے بکمال خوبی سلطنت کی حصہ دوم مین خلفائے مصر کا حال ہے۔

تنزیہ الانساب فی قبائل الاعراب ہر دو حصہ — عا
یہ وہ کتاب ہے جسکی تعریف نہین ہو سکتی اور اب ملنا بھی اسکا دشوار ہے حصہ دوم موجود ہے — عہ

تصحیح تاریخ کتب تواریخ کی حالت پر محققانہ بحث۔

رسالۃ الوضو جسنے تمام عالم سے منوالیا کہ وضو یہی درست ہے جس مین پاؤن پر مسح کیا جائے — ۸/

ارسال الیدین جسمین ثابت کیا گیا ہے کہ ہاتھ نماز مین کھول کر پڑھنا چاہئے۔ — ۸/

اصلاح — جلد ۱۶ عہ جلد ۱۷ عہ جلد ۱۹ عہ جلد ۲۰ عہ جلد ۲۱ عہ جلد ۲۲ عہ

الجمرہ جسنے بتا دیا کہ مولوی فخ بلیڈا بدعت ہے جسکے موجد خلیفہ دوم ہین۔ — ۴/

تحقیق صوم عاشورہ — ۴/

عقل و تہذیب اہلحدیث — ۸/

رسالہ تقیہ مشہور بہ فتح الرحمان — ۳/

فتح القدیر شرح فیصلہ مناظرہ بمبئی — ۳/

رسالہ متعہ جواپنی نوعیت مین بالکل بے نظیر ہے۔ — ۶/

اسوۂ حسنہ تعزیہ داری کے ثبوت مین نہایت لاجواب ہے۔

مناظرہ مامون رشید جسمین چالیس عالمون سے مامون نے مناظرہ کیا ہے۔ — ۴/

فرار اڈیٹر النجم جس مین اڈیٹر النجم کی کار روائیون کو پورا تبصرہ کیا گیا ہے — ۴/

مقدمہ نہج البلاغہ — ۱۲/

الآل والاصحاب حصہ دوم جس مین پورا ان صحابہ کا ذکر ہے جو معرکہ کربلا تک زندہ تھے اور نصرت امام نہ کی۔

رسالہ صاحب العصر والزمان جو صفحہ ۲۴۸ پر تمام ہے۔ — عہ

الشمس جلد ۱ عا۔ جلد ۲ عا۔ جلد ۳ عا۔ جلد ۴ عا۔ جلد ۵ عا جلد ۶ عا جلد ۱۰ عا جلد ۱۱ عا۔ جلد ۱۲ عا۔

پچیس روپیہ کے خریدارون کو بشرطیکہ روپیہ منی آڈر سے آئے دس روپیہ کی کتابین کمیشن مین ملین گی محصولڈاک ذمہ خریدار ہر حال مین ہوگا۔
المشتہر

منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن